رسالہ علم الاخلاق

تصنیف

ی سید کرامت حسین بیرسٹرایٹ لا فیلو
رسٹی الہ آباد و مصنف رائٹ و ڈیوٹی و سائنس
آف لا و فقہ اللسان وغیرہ

سنہ ۱۹۰۷ع

رہند پریس الہ آباد میں باہتمام محمد فصیح اللہ چھپا

ع اول ۵۰۰ قیمت ۱۲ ار

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

منطق - ریاضی - طبعیات - طب وغیرہ - دنیوی علوم صحیحہ سب آدمیون کے لئے ایک ہین - خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان یہودی ہون یا نصرانی - دہریہ[1] ہون یا لاادریہ[2] - ایسا نہین ہوسکتا کہ سالمات مادہ[3] مین دہریہ کے نزدیک باہم میل طبیعی[4] ہو اور لاادریہ کے نزدیک اونکو نفرت ہو - عالم کی تمام کائنات

---

[1] جو لوگ خدا کے منکر ہین اونکو دہریہ کہتے ہین -

[2] وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ علم بشری کو خدا کے وجود یا عدم پر حکم لگانیکی قوت نہین اوسکو لاادریہ کہتے ہین -

[3] وہ چھوٹے چھوٹے اجزاء لایتجزی جو طبعاً قسمت قبول نہین کرتی سالمات مادہ ہین -

[4] مادہ کے اجزامین قانون فطرت نے یہہ قوت دی ہے کہ وہ آپسمین کشش کرین اس فطرتی میلان کو میل طبیعی کہتے ہین -

مقررہ اصول پر چل رہے ہین وہ سب کے لئے یکسان ہین اور اونکے دریافت کی راہین اور قوتین سب مین ایک قسم کی ہین مذہبون کے اختلافون سے عالم کی سچی معلومات مین اختلاف نہین ہوسکتا۔ سچ ہمیشہ سچ ہے اور ہمیشہ سچ رہیگا وہ سب کے لئے ایک ہے اوسمین اختلاف ممکن نہین۔ اختلاف وہین ہے جہان غلطی ہے علوم صحیحہ کی معلومات سب کے لئے ایک ہونیکی سبب یہہ ہین علوم صحیحہ واقعات پر مبنی ہین اونمین تجربہ کرنے اور کلیات بنانیکے واسطے دنیا کے سب لوگ شخصی اور نوعی تجربہ اور عقل ہی سے کام لیتے ہین کسی اور ذریعہ کو دخل نہین دیتے۔

علوم صحیحہ کے مسلمات مقرر ہین اونکی تعریف اور موضوع معیّن ہین جن چیزون سے اونمین بحث ہوتی ہے وہ بھی معیّن ہین جو غرضین اون علمونکی ہین وہ بھی معیّن ہین جن علت و معلول کے علاقون سے اون علمون مین بحث ہوتی ہے وہ بھی قابل ادراک ہین فوق الطاقۃ البشریہ نہین۔

علم الاخلاق کے مسلمات اگر معیّن ہون۔ اوسمین بھی صرف شخصی اور نوعی تجربہ اور عقل سے کام لین اوسکی تعریف اور موضوع کو مقرر کرین۔ جن چیزون اور علاقون سے اوسمین بحث ہوگی وہ بھی

معیّن کرین ۔ اوسکے علمی عملی غرضین مقرر کرین تو علم الاخلاق بھی علوم صحیحہ مین داخل ہوجاوے محققین یورپ سے خوشہ چینی کرکے مین اس رسالہ مین بیان کرتا ہون کہ علم الاخلاق کے مسلمات معین ہین اوسکے اصول وکلیات تمام نوع انسان کے لئے ایک ہین ۔ اختلاف مذہب اوسکے اصول وکلیات کو بدل نہین سکتا اس رسالہ مین صرف علم الاخلاق کا ذکر ہے مذہب سے بحث نہین ۔ ہر شخص اوسکا مذہب کچھہ ہی ہو اصول رسالہ ہذا پر عمل کرکے راحت سے عمر طبعی تک پہونچنے کی کوشش کرسکتا ہے اور جہانتک اوسکے ارادی افعال کو راحت مین دخل ہے کامیاب ہوگا ۔

علم الاخلاق کے مسلمات

جیسے اور علوم صحیحہ کے مسلمات ہین اور بے اونکے اون علوم کے کلیات نہین بن سکتے ایسا ہی علم الاخلاق کے بھی مسلمات ہین جنکے بغیر علم الاخلاق کے کلیات نہین بن سکتے ۔

پہلا مسلمہ یہہ ہے کہ آدمی راحت سے زندہ رہنا چاہتا ہے مرنا نہین چاہتا ۔ نوعی تجربہ نے اس خواہش کو طبیعی کردیا ہے اور سب ایسا ہی چاہتے ہین ۔ جیسے آدمی زمان و مکان کے تعقّل سے خالی نہین ہوسکتا ہے اور دونون اوسکے عقلی فطرت ہین

ایسے ہی آدمی راحت سے جینے کی خواہش سے خالی نہین ہو سکتا اور وہ اوسکے لئے اخلاقی فطرت ہے کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین جسکے نزدیک جینے کا مقصود ابدی اذیت ہو سکے۔

دوسرا مسلمہ یہہ ہے کہ آدمی راحت پسند ہے چین سے بسر کرنا چاہتا ہے نوعی تجربہ نے زیست و لذت کو باہم کر دیا ہے اور موت اور اذیّت کو۔ اسلئے ہر شخص آرام و راحت چاہتا ہے تکلیف اور اذیّت سے بچتا ہے جینے کے لئے راحت پسند ہونا ضرور ہے اور اسیوجہ سے طبیعی ہو گیا ہے جتنے استیثار کے کام آدمی اپنے لئے کرتا ہے راحت پسند ہونا اون سب کی بنیاد ہے اور جتنے ایثار کے کام اوروں کے لئے کرتا ہے اونمین بھی راحت پسندی کو دخل ہے۔

تیسرا مسلمہ یہہ ہے کہ آدمی صحبت پسند ہے اور مدنی الطبع قانون قدرت نے اوسکی ساخت اور اوسکی ماحول کی خلقت ایسی بنائی ہے کہ تصاحب یعنی باہم رہنے سے اوسکے اسباب راحت بڑھجاتے ہین اور باہم رہنا اوسکے لئے ناگزیر ہے اور نوعی تجربہ نے اس باہم رہنے کی خواہش کو بھی طبیعی کر دیا ہے جتنے ایثار کے کام آدمی اوروں کیواسطے کرتا ہے وہ سب اسی باہم رہنے کی فطرتی

خواہش پر مبنی ہین اور باہم رہنے کی خواہش ملاقی شعور کی جڑ ہے

چوتھا مسلمہ یہہ ہے کہ آدمی کے ارادی افعال کو آدمی کی
راحت اور اذیّت مین دخل ہے وہ راحت یا اذیّت کی علّت تامہ
نہین مگر علّت ناقصہ ضرور ہین یہہ خیال کہ ارادی افعال سے
راحت مِل ہی نہین سکتی یا اذیّت ہو ہی نہین سکتی بالکل غلط ہے
اگر ارادی افعال شخصی اور اہلی اور نوعی زیست اور اونکی ترقی کی
علت نہون تو آدمی کو مکلّف اور ذمہ دار کہنا بالکل غلط ہو
تجربہ اور تربیّت اور تعلیم اور علوم فنون و قانون اور سیاست
انتظام اور معاشرت سب کے سب عبث ہون جب ارادی
عمل کو زیست مین دخل ہی نہو تو آدمی کا پھر کوئی فعل نہ اچّھا
ہے نہ بُرا۔ بُرائی بھلائی کی تو بنیاد اسی پر ہے کہ ارادی افعال کو
زیست مین دخل ہے بعض مُضر ہین بعض مفید۔

دخل کے معنی یہہ ہین کہ ارادی فعل آدمی کی زیست اور
اوسکے ترقی کی علّت[۱] ناقصہ ہین علّت تامہ نہین اوسکے علاوہ

---

[۱] عالم مین جو واقعات ہوتے ہین اون مین سے بہت سے ایک ہی وقت مین ہوتے ہین بہت سے ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہین۔ جو ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہین اونمین جو پہلے ہوتا ہے اوسکو واقعہ مقدمہ کہتے ہین اور جو بعد مین ہوتے ہین اوسکو واقعہ تالیہ۔ آگے پیچھے ہونے کے تعلق کو علاقہ توالی کہتے ہین علاقہ توالی کبھی منفک ہوتا ہے (باقی صفحہ ۶)

اور بہت سی علتین بھی درکار ہین جب وہ سب جمع ہون تب زیست باقی رہے یا اوسکا رقبہ بڑہے۔ اگر قبر مین زندہ آدمی کو بند کر دین تو وہ کچھہ ہی کرے زندہ نرہیگا۔ ایسا ہی اگر کسی گھر مین کھانا پانی نہ ہو اور اوسمین کسی آدمی کو بند کر دین تو وہ جتنے ارادی افعال چاہے کرے مگر آخر کو مر جاویگا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵) اور کبھی لازم توالی منفک کے یہہ معنی ہین کہ واقعہ مقدمہ کے بعد واقعہ تالیہ ہوا تو مگر اوسکا ہونا لازم نہین تہا یہہ بہی ممکن تہا کہ نہوتا تماشائی کے سامنے سے ہاتھی گزرے اوسکے بعد گہوڑا تو ہاتہی کا گزرنا واقعہ مقدمہ ہے اور گہوڑے کا گزرنا واقعہ تالیہ لیکن دونون مین جو علاقہ توالی ہے وہ منفک ہے یعنی یہہ بات لازم نہین کہ تماشائی کے سامنے سے ہمیشہ گہوڑا ہاتہی کے بعد گزرے اور ہاتہی کے بعد گہوڑیکا نہ گزرنا محال ہو۔ توالی لازم کے یہہ معنی ہین کہ واقعہ مقدمہ کے بعد واقعہ تالیہ ضرور ہو اور مقدمہ کے بعد تالیہ کا نہونا محال ہو۔ مثلاً گرمی سے جسمون کے حجم کا بڑہنا سردی سے برف کا جمنا ورزش سے آدمی کے وزن کا گہٹنا وغیرہ۔ جب لوہے چاندی سونے وغیرہ کو گرم کرین تب اونکا حجم جتنا گرم کرنے سے پہلے تہا اوس سے بڑہ جاویگا جب پانی کو زیادہ سرد کرین تب وہ برف ہو جاویگا جب آدمی دیر تک ورزش کرے تو اوسکا وزن گہٹ جاویگا ایسے ضروری توالی کو توالی لازم یا غیر منفک کہتے ہین۔ جن دو واقعون مین توالی غیر منفک ہوتی ہے اور باہم ایسے بندہے ہوتے ہین کہ جب پہلا واقع ہو تو دوسرا بہی واقع ہوگا بلا کسی مانع خاص کے دوسرے کا واقع نہونا محال ہوگا تو علوم عقلیہ مین ایسے غیر منفک توالی کو علاقہ علت و معلول کہتے ہین واقعہ مقدمہ کو علّت اور تالیہ کو معلول اسلام مین ایسے غیر منفک توالی کو حکم الہی یا قانون قدرت کہہ سکتے ہین جسنے دونون واقعونکو ایسی مستحکم زنجیر مین کس دیا ہے کہ جب علّت موجود ہو تب معلول بہی ہوگا۔

جیسے آدمی کے ارادی افعال زندہ رہنے کے تام علت نہین ہین ویساہی وہ اسباب راحت وغیرہ غرضون کے حاصل کرنیکی بھی علت تام نہین ہین۔ لیکن جیسے وہ جینے کی علت ناقصہ ہین ویسے ہی بہت سے اسباب راحت واغراض انسانی کی علت ناقصہ ہین

اسی بات نے کہ ارادی افعال زیست وموت ولذّت و اذیّت علم دولت عزت وغیرہ اغراض انسانی کے حاصل ہونیکی ناقصہ ہین۔ تدبیر وتقدیر کی لڑائی کو پیدا کیا ہے شعر

بجد وجہد نہادند وصل دوست * قومے دگر حوالہ بتقدیر مے کنند

انسان کے ارادی افعال مطلوبون کے علت تامہ ہوتی تو تقدیر کی ضرورت نہ رہتی سب کام تدبیر سے بنجا یا کرتے ایساہی ارادی افعال مطلوبون کے علت ناقصہ بھی نہوتے تو تدبیر سے بھی کوئی مطلوب حاصل نہوتا جو ہوتا صرف تقدیر سے ہوتا۔

اصل یہہ ہے کہ اون صور تونمین جنمین غرضنین ایسی ہوتی ہین جنکے حاصل ہونے مین آدمی کے ارادی فعلون کو دخل ہوتا ہے اور جنکے حاصل ہوجانیکی علّت تامہ مین سے تمام علّتین سوا ارادی افعال کے موجود ہوتی ہین تو وہ غرض افعال ارادی کرنے سے موجود ہوجاتی ہے اور تدبیر سے کامیابی ہوتی ہے اگر غرض ایسی

ہوتی ہے جسمین افعال ارادی کو دخل ہی نہین یا افعال ارادی کو دخل تو ہے مگر افعال ارادی کے سوا باقی تمام علّتین موجود نہین ہین نہ وہ افعال ارادی سے موجود ہوسکتی ہین تو وہ غرض افعال ارادی سے حاصل نہین ہوتی اور تجاوز سے ہم کہینگے کہ تقدیر مین نہ تھا۔

اگر پیاسا کنوئین پر جاوے اور ڈول اور کافی مضبوط رسّی موجود ہو اور اوسکے ہاتھہ پاؤن مین پانی بھرنے کی طاقت ہو اور کنوئین مین پانی ہو تو وہ کنوئین مین سے ڈول رسّی کے ذریعہ سے پانی بھر کر سیراب ہوگا اور تدبیر غرض کے حاصل ہونیمین کافی ہوگی۔ اگر کنوئین تک جانا محال ہو یا رسّی کافی لمبی یا مضبوط نہو یا پیاسے مین پانی بھرنے کی طاقت نہو تو وہ سیراب نہوگا اور کہینگے کہ تقدیر مین پانی نہ تھا۔

علم الاخلاق مین جبر و اختیار کے معنی

یہان اس بحث کا لکھنا بھی فایدے سے خالی نہ ہوگا کہ علم الاخلاق مین جبر و اختیار کے کیا معنی ہونا چاہیئے۔

یہہ بات متنازع فیہ نہین ہے کہ آدمی کو اگر ایسے کام کرنے کی خواہش ہو جو وہ کرسکتا ہے۔ اور کوئی مانع نہو۔ تو وہ اوس کام کو کردیگا مثلاً قلم۔ دوات۔ کاغذ وغیرہ سب ضروریات موجود ہون

اور پڑھے لکھے تندرست آدمی مین لکھنے کی خواہش پیدا ہو تو وہ لکھنا اوسکے اختیار مین ہے۔ وہ لکھہ دیگا یعنی کسی ارادی فعل کی خواہش پیدا ہونیکے بعد اوسکا کرنا آدمی کے اختیار مین ہے۔ بشرطیکہ اوس فعل سے کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔ اختلاف اسبات مین ہے کہ آیا خواہشونکا پیدا ہونا بھی آدمی کے اختیار مین ہے یا نہین اس زمانہ مین اہل تحقیق کی رائے یہہ ہے کہ خواہش کا دل مین پیدا ہونا طبیعی اسباب کا نتیجہ ہے جو آدمی کے اختیار مین نہین کہانیکی خواہش جن اسباب سے پیدا ہوتی ہے وہ آدمی کے اختیار مین نہین ایسا ہی پینے کی خواہش جنسے پیدا ہوتی ہے وہ بھی اوسکے اختیار مین نہین سونیکی خواہش بھی اختیار مین نہین باقی ضروریات حیات کی یہی حالت ہے جب چند قوتین کسی جسم کے نقطۂ خاص پر عامل ہوتی ہین تب وہ جسم علم جر ثقیل کے اصول کے موافق اوس جہت مین حرکت کرتا ہے جسمین اون قوتون کا حاصل اوس جسم کو لیجاوے اور اگر اون قوتون مین تقابل ہو اور حاصل صفر ہو تو وہ جسم کسی جہت مین حرکت نہین کرتا بلکہ اپنی جگہہ پر ٹھہرا رہتا ہے ایسا ہی انسان مین اگر متعدد خواہشین پیدا ہون تو اون سب مین سے جو زیادہ قوی ہوگی فعل ارادی اوس قوی خواہش سے صادر ہوگا

اور اگر سب خواہشوںمین تقابل ہو کر صفر حاصل ہو تو اون متعدد خواہشون
سے کوئی ارادی فعل صادر نہوگا۔ یہہ کہنا کہ آدمی مین خواہش کا پیدا کرنا
اوسکے اختیار مین ہے کلیہ علّت و معلول سے اوسکو نکالدینا ہے اور
یہہ محال ہے کیونکہ خواہش انسانی حادث ہے اور حادث بے علل
سابقہ کے موجود نہین ہو سکتا مگر علم الاخلاق کو اس جبر و اختیار سے
بحث نہین ہے وہ علم النفس یا علم ما بعد الطبیعہ مین ہونا چاہیئے
علم الاخلاق کے لیئے یہہ مان لینا کافی ہے کہ آدمی اغراض علم الاخلاق
کے لیئے فاعل مختار ہے اور اپنے فعلون کے اثر کا زیست پر ذمہ دار ہے
اگر اوسکے ارادی فعل سے شخصی یا اہلی یا نوعی زیست کو تصاحب اور
تعامل کی حالت مین فائدہ ہو تو اخلاقاً وہ فعل اچھا ہے اگر ضرر ہو تو برا۔
پانچوان مسلمہ یہہ ہے کہ کسی ایسی غرض کے حاصل کرنیکو جو زیست
کے لیئے ضرور ہو جب کوئی ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے تب وہ ذریعہ رفتہ رفتہ
خود لذت بخش ہو جاتا ہے اور لذت بخش ہونیکی وجہ سے مقصود بالذات
ہونے لگتا ہے جسم کا پورا بالیدہ ہونا راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو
مفید ہے اور کھیل کود سے جسم بالیدہ ہوتا ہے اسلیئے کھیلنا کودنا جو
ذریعہ ہے جسم کے بالیدہ ہونیکا بچون کو لذت بخش ہوتا ہے اور اصلی
مقصود سے قطع نظر کرکے کھیل کود اونکا مقصود اصلی ہوجاتا ہے۔

ماحول مین جو چیزین موجود ہون اونکے مضر اور مفید اثر کو جاننا حیات سے زندہ رہنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور وہ ذریعہ یعنی شوق طلب علم بچونکو فی نفسہ لذت بخش ہوتا ہے گو اونکو اوسوقت نہین معلوم ہوتا کہ وہ کیون دریافت کرتے ہین۔

ذریعہ کے لذت بخش اور اسلئے مقصود اصلی ہوجانیکی وجہ سے آدمی مختلف ماحولون مین رہ سکتا ہے اور وہ وسیلے جو شروع مین انکو پسند نہین آتے شدہ شدہ مرغوب ہوجاتے ہین اور جینا آسان ہوتا ہے۔

چھٹا مسلمہ یہہ ہے کہ جس مادہ اولی سے آدمی بنا ہے اوسمین ایک حد تک اسبات کی قوت ہے کہ جیسے ماحول مین رہے رفتہ رفتہ اوسکے مناسب ہونیکے لئے ترقی کرے اگر آدمی کی ساخت مین ماحول سے مناسبت کیطرف ترقی کرنیکی قوت نہ ہوتی تو ایسے ماحول مین پیدا ہونیکے بعد جسمین اوسکو زندہ رہنے کے لئے جد وجہد کرنا پڑتا ہے اور مفید کے حاصل کرنے اور مضر سے بچنے کی کوشش کرنا پڑتی ہے زندہ رہنا محال ہوجاتا۔

اسمین شبہہ نہین ہے کہ جہد للبقا مین بعضونکو زیادہ کامیابی ہوتی ہے اور بعض کو کم جو اپنے تغیرات باطنیہ کو خارج کے تغیرات سے

زیادہ مناسب کر لیتے ہین وہ زندہ رہنے مین کامیاب ہوتے ہین اور
جو ماحول سے مناسبت پیدا کرتے ہین کامیاب نہین ہوتے وہ حرف
غلط کیطرح صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہین جو لوگ اپنے اندرونی تغیرات مین
ایسی اصلاح کر سکتے ہین کہ وہ خارجی تغیرات کے مناسب ہو جاوین
صرف وہی جیتے ہین اور جو اصلاح نہین کر سکتے وہ مرجاتے ہین ح
اصلاح کر کے زندہ رہنے کے واقعہ کو حکیم سپنسر نے خلافۃ الاوفق اور
ڈارون نے انتخاب طبیعی کہا ہے خلافۃ الاوفق کے معنی یہہ ہین کہ
جو لوگ اپنے ماحول کے سب سے زیادہ موافق ہوتے ہین وہی زندہ
رہتے ہین اور خلیفہ یا قایم مقام ہوتے ہین اونکے جو ناموافق ہوتے ہین سے
فنا ہو گئے۔ انتخاب طبیعی کے یہہ معنی ہین کہ فطرت اون فردون
اور نوعون کو چن چنکر زندہ رکھتی ہے جو اپنے ماحول سے مناسب
ہون اور جو مناسب نہین ہوتے اونکو ہلاک کر دیتی ہے ممکن ہے
کہ آیۂ شریفہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون بتحقیق
کہ وارث ہونگے زمین کے میرے صالح بندے نے اسی کلیہ خلافۃ الاوفق
کو احسن وجوہ بیان فرمایا ہو بشرطیکہ "صالح" کے معنی "مناسب ماحول"
کے ہون۔ اگر آیت مذکور مین خلافۃ الاوفق کیطرف اشارہ ہے تو توجہ کے
قابل بات ہے۔ دنیا مین ابتک جتنی قومین پیدا ہوئین اونہون نے

عروج پایا اور فنا ہوگئیں اورآیندہ جتنی قومیں پیدا ہونگی عروج کرینگی
اور نابود ہونگی وہ سب کی سب یرثہا عبادی الصالحون کی مثالیں
ہونگی اور آیت شریف نے ایسے قانون قدرت کو بیان فرمایا ہوگا
جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور جسمین کبھی تبدیل نہوگی۔

ساتواں مسلمہ یہہ ہے کہ جیسے بچے اپنے والدین کے مال و
دولت کے قانوناً وارث ہوتے ہین ایسا ہی ایک حد تک نسباً وہ
اسلاف کے جسمانی اور عقلی اور اخلاقی قوتوں کے بھی وارث
ہوتے ہین۔ گورے رنگ کے والدین کی اولاد گوری ہوتی ہے
ور سیہ فام ماں باپ کے بچے کالے۔ ذہین اور محنتی ماں باپ کے
بچے بھی ذہین اور محنتی ہوتے ہین کمینہ ماں باپ کی اولاد کمینہ
ہوتی ہے اچھے اور برے تمام عادات جو اسلاف مین فطری
ہوتے ہین اونکی اولاد مین بھی ضرور پائی جاتی ہین اس سے پتہ
لگتا ہے کہ اخلاقی بلندی اور پستی مین تعلیم اور تربیت کو دخل تو ہے
مگر صرف وہی فردوں کی اخلاق کو سانچے مین نہین ڈھال دیتے
انکے علاوہ فطرتی اور موروثی قابلیت بھی ہوتی ہے تربیت اور
فطرت کی مثال صورت اور مادہ کی سی ہے ایک ہی مادے سے
مختلف صورت کی چیزین بنتی ہین جیسے سونیکی انگوٹھی زنجیر کڑی

پازیب وغیرہ اور ایک ہی صورت کی چیزین مختلف مادون سے بنتی ہین جیسے سونے کی انگوٹھی چاندی کی انگوٹھی پیتل کی انگوٹھی لوہے کی انگوٹھی وغیرہ صورت مین سب انگوٹھی ہین مگر حقیقت مین اختلاف ہے یہی حال تربیت اور فطرت کا ہے تربیت صورت ہے اور فطرت حقیقت زنگی۔عربی۔ایرانی۔ارمنی۔ہندی۔جاپانی۔مصری۔یونانی۔روسی۔وغیرہ فردون کو تربیت سے سپاہی بنا سکتے ہین۔مگر اونکی فطرتی بہادری۔کفایت شعاری ہمدردی۔راستبازی وغیرہ مین فرق ہوگا۔

آٹھوان مسلمہ یہہ ہے کہ لذّت و اذیّت اضافی ہین ایسا نہین ہے کہ ہر جاندار کے لئے ایک ہی حالت ہمیشہ لذیذ ہو نہ ایسا ہے کہ ہر جاندار کے لئے ایک ہی حالت سدا موذی ہو اذیّت اور لذّت دونون ایک علاقہ خاص سے مابین جو اس شخص متلذذ یا متاذی اور شے لذیذ یا موذی پیدا ہوتے ہین۔لذت حاصل کرنیکو اول تو جسم مین ایسے آلات ہونا چاہئے جو متلذذ ہونیکا ذریعہ ہون دوسرے اونکی ایسی حالت چاہئے کہ متلذذ ہونیکو جتنے عمل کی ضرورت ہے وہ عمل اون آلات سے صادر ہو سکے تیسرے شے لذیذ مین وہ اثر چاہئے جو لذت بخش ہو جن جاندارون مین

قوت ذائقہ موجود نہو وہ شیر و شکر کے لذت سے بہرہ ور نہین
ہو سکتے اگر قوت ذائقہ نے شکر سے لذت پانے مین افراط کی ہو
تو شکر چکھنے سے بجائے لذّت کے اذیت ہو گی اگر کسی قوت ذائقہ
کی ساخت ایسی ہو کہ اوسکو شکر تلخ معلوم ہو تو بھی اوسکو شکر چکھنے سے
لذت نہو گی جو حالت ذائقہ کی ہے وہی حالت دوسرے حواس کی ہے
حواس کے اختلاف سے اور اونکے عمل کے افراط و تفریط سے
لذت و اذیّت مین بڑا اختلاف ہو جاتا ہے اسیوجہ سے مختلف
نسلون کے فردونکا بلکہ ایک ہی نسل کے مختلف فردون کا اور
ایک ہی نسل کے ایک ہی فرد کا مختلف اوقات مین راحت کا معیار
بدلتا رہتا ہے واقعی اذیّت اور واقعی ضرر اور واقعی لذّت اور
واقعی نفع مین ضرور ذاتی لزوم ہے تاہم افراد لذّت و راحت و اذیت
و ضرر مین اضافی نسبت ہے بہت سی ایسی حالتین ہین جنسے زنگی کو
لذت ملتی ہے اور روسی کو اذیّت یا ہندی کو لذّت ملتی ہے اور
یونانی کو اذیّت یا بچے کو لذّت ملتی ہے اور بوڑھے کو اذیّت
یا ایک ہی شخص کو اوس سے جاڑون مین لذت ہوتی ہے اور
گرمیون مین اذیّت۔

خلاصہ یہہ کہ دُنیا کے سب آدمیونمین زیست۔ راحت۔

تصاحب کی خواہش طبیعی ہے اونکی ارادی افعال زیست وراحت کی
علت ناقصہ ہین بعض ارادی افعال سے زیست وراحت کو فائدہ
ہوتا ہے بعض سے ضرر جس ماحول مین آدمی رہتا ہے طبعًا اوسمین
اوس ماحول کے موافق ہو جانیکی قوت ہے آدمیونمین زیست و
راحت کی خواہش ہونا اونکے ارادی افعال سے زیست و
راحت کا گھٹنا بڑھنا علم الاخلاق کی جڑ ہے نفس راحت پسند
ہونا علم الاعتدال کی اصل ہے اور صحبت پسند اور مدنی الطبع ہونا
علم العدل اور علم الاحسان کی جڑ ہے۔

اصول اخلاق فطرتی ہین

مسلمات گزشتہ پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم الاخلاق
کی بنا ایسے طبیعی واقعات پر ہے جنکو انسان دیکھہ سکتا ہے اور جنکے
مشاہدے اور تجربے سے ایسے اصول و کلیات بنا سکتا ہے
جو آدمیون کے ارادی افعال مین اور لذت اور اذیت و حیات
و ممات مین علت و معلول کے استوار علاقے کو بتا دین گو وہ اصول
اور کلیات اپنی صحت اور سرمدیت مین مانند کلیات ہندسہ طب
وغیرہ علوم صحیحہ کے ہونگے اتنا فرق ہے کہ ہندسہ کے مقدمات سادہ
اور کم ہونیکی وجہ سے اوسکے کلیات کی صحت اور سرمدیت کا

سمجھنا آسان ہوتا ہے علم الاخلاق کے مقدمات کثیر اور بہت پیچیدہ
ہین اسوجہ سے ارادی افعال اور لذت وحیات واذیت وممات مین
علاقہ علت ومعلول کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے اور جب علت ومعلول
ہونیکا پتہ لگ بھی جاتا ہے تب اوسمین وہ مقدار سی صحت جو کلیات
ہندسہ مین ہوتی ہے نہین ہوتی اگر دس کو نو مین ضرب دین تو
حاصل نوے ہوگا نوے سے نہ کچھہ زیادہ نہ کم مقدمات چونکہ بالکل
رامعین ہین اسلئے نتیجہ بھی مقداراً معین ہے لیکن جب علم الاخلاق
کہین کہ ظلم سے قوم تباہ ہوتی ہے تب ظلم کی مقدار معین نہین
سکتی کہ کتنے ظلم سے ضرور تباہ ہوگی نہ تباہی کو بتا سکتے ہین کہ
کتنی تباہی ہوگی نہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ کتنی مدت مین ہوگی —
مقدمہ ظلم کی مقدار صحیح نہ معلوم ہونے سے نتیجہ تباہی کی مقدار
معین نہین ہوسکتی ہے ظلم وتباہی فی نفسہ ایسی چیزین بھی تو
نہین کہ اونکو مقداراً مقرر کرسکین صرف یہہ کلیہ ہوگا کہ ظلم اور تباہی
مین علت ومعلول کا علاقہ ہے اور اگر موانع ظلم کے اثر کو روک
نہ دین تو تباہی لازمی نتیجہ ہے آدمیون کے ارادی فعلون کو
قانون قدرت نے لذت اور زیست اور اذیت اور موت مین
اوسیطرح سے اثر دیا ہے جیسے دواؤن کو انسان کی صحت و مرض مین

اور جیسے اہل طب تجربہ سے دوا کا اثر دریافت کرکے بیماریون کا
علاج کرتے ہین ایسا ہی اہل اخلاق ارادی فعلون کے اثر کو زیست
اور موت پر دریافت کرکے بعض کے کرنیکا اور بعض سے بچنے کا حکم
دیتے ہین علم الاخلاق کا فطرتی اسباب پر موقوف ہونا ایسا مہم مسئلہ
کہ اگر تہوڑی سی تفصیل کرون تو بیجا نہوگا قانون قدرت نے تمام
عالم کو اصول مقررہ کا پابند فرمایا ہے دن رات کا ہونا فصلونکا
بدلنا اقلیمون کا اختلاف ایسے واقعات نہین ہین کہ گاہ بیگاہ
جب چاہین ہون یا نہ ہون وہ ایسے متواتر قاعدون کی پابند ہین
جنمین بال بھر بھی فرق نہین ہوتا۔ حرکت ہمیشہ اوس جہت مین
ہوگی جسمین اقل مزاحمت ہو۔ مادیات حادثہ مین (جو قوت اور
مادّے سے بنتے ہین) ہمیشہ کون و فساد ہوگا۔ مادّے کے اجزا مین
باہم کشش ہوگی اور اونکا حجم اور بُعد اوسکو معین کریگا۔

سورج چاند زہرہ مشتری وغیرہ اجرام سماویہ کا اپنے اپنے
مقررہ مدارون پر معین رفتارون سے چلنا بھی نامربوط اور غیر منتظم
نہین بلکہ وہ معین شاہراہ پر اصول مقررہ کی پابندی سے چلتے ہین۔

درختون کا اوگنا بالیدہ ہونا بارور ہونا۔ اجل مقررہ کے بعد
نیست و نابود ہونا بھی چند مقرر اصول کا پابند ہے

خلاف نہین ہوتا جانورون کا پیدا ہونا جوان ہونا بوڑھا ہوکر مرنا بھی ایسے اصول کے موافق ہے جن مین فرق نہین آتا۔

جیسے ہر جاندار کے پیدا ہونے جوان ہونے تندرست رہنے کے بیمار پڑنے بوڑھا ہونے مرنے کے اصول مقرر ہین ایسا ہی ہر قوم پیدا ہونے عروج کرنے ترقی پانے تندرست رہنے یا بیمار ہونے اور ت و نابود ہونیکے بھی اصول مقرر ہین علم القوم مین اونکو صول معینہ کہتے ہین اور مذہبًا اونہین کو ایسے احکام الٰہی سے تعبیر کرسکتے ہین جو ہمیشہ سے تھے اور جب تک قومین رہینگی ہمیشہ رہینگی اہل دنیا ان سرمدی احکام الٰہی کی تعامل اور تعاشر مین جتنا ہی متابعت کرتے ہین اوتنا ہی قومون مین صحت اور عافیت اور راحت اور فلاح اور ثروت اور دولت اور عزت اور آزادی ہوتی ہے اور جتنا ہی اون سرمدی احکام کی مخالفت کرتے ہین اوتنا ہی قومون مین نکبت ۔ ت ۔ فقر ۔ فاقہ ۔ جرائم ۔ امراض ۔ جدال و قتال اور وغیرہ آفتین آتی ہین کلیۃ الکلیات ان اصول کا آزادی محدودہ بآزادی دیگران ہے اور اخلاق کے تمام اصول اوسی کے جزئیات ہین جسکا بیان آئندہ کرونگا۔

قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص اقلیم وآب وہو
حیوانات ونباتات ومعدنیات وغیرہ یعنی ماحول مین واقع ہو او
وہ اون اصول صحت کی پابندی نہ کرے جو تندرستی کیواسطے لاز
تو وہ بیمار پڑیگا اور زیادہ مخالفت اصول صحت کی کرے تو مرجاویگا
ایسا ہی قانون قدرت نے مقرر فرمایا ہے کہ جو لوگ قوم بنکر دنیا مین
رہنا چاہین اونکو قوم کی تمام فردون کے جان ومال کو ضرر پہونچانے
سے پرہیز کرنا چاہیئے اور جو وعدے معاملات مین کیئے ہون وفا
کرنا چاہیئے۔ اگر قوم پر بیرونی یا اندرونی دشمنون سے حملہ ہو تو روکنا
چاہیئے باہم راحت سے زندہ رہنے مین راستبازی سے تعامل اور
تعاون کرنا چاہیئے اگر قوم کی فردین ان احکام الہی کی پابند نہونگی
تو قوم پہلے ذلّت۔ فقر۔ مصیبت۔ امراض۔ چوری۔ قتل۔ ڈاکہ۔
کشت وخون غلامی وغیرہ مین مبتلا ہوگی اور آخر کو نیست ونابود
ہوجاویگی۔ قوم بنجانیکے بعد افراد قوم کو ان الہی احکام کی پابندی
اگر قوم کو زندہ رکھنا ہو تو ضرور ہے اونکا مدار فطرت انسانی پر ہے
اور شخصی اور نوعی تجربہ سے اونکا پتہ لگتا ہے یہہ خیال بالکل غلط ہے
کہ اخلاقی دستور العمل محض مصنوعی اختراع اور اصطلاح ہے جس فعل کو
چاہا باہم اصطلاح کرکے برا کہنے لگے اور جسکو چاہا آپسکے قرارداد سے اچھا کہدیا۔

فعلون کی اچھائی اور برائی اوس علاقہ علت و معلول پر موقوف ہے جو قانون قدرت نے فعل اور زیست و لذت اور موت و اذیت مین مقرر فرما دیا ہے اوس علاقہ فطرتی کے دریافت مین چونکہ خطا ہوتی ہے اسلئے کبھی وہ فعل جسکو کوئی ماہر علم الاخلاق اچھا کہتا ہے اچھا نہین ہوتا یا جسکو برا کہتا ہے وہ برا نہین ہوتا اسے خطاء اجتہادی نے حکما اور مصلحون کے رائے مین بابت حسن قبح افعال ارادی بڑا اختلاف پیدا کر دیا ہے دوسرا سبب اختلاف کا یہہ ہے کہ زمانی اور مکانی اور بشری اور ماحولی حالتون کے بدلنے سے افعال کا حسن و قبح اضافی ہونیکی وجہ سے بدلتا رہتا ہے۔

علم الاخلاق کی بنیاد فطرت انسانی پر ہونیکا بہت اچھا پتہ اس بات سے لگتا ہے کہ کوئی شخص اور کوئی فرقہ کبھی دنیا مین ایسا نہین ہوا کہ اوس نے راحت اور صحبت کی منافی افعال کو اختیار کیا ہو اور اذیت نے اوسکی عمر طبیعی کو کم کرکے نیست و نابود نہ کر دیا ہو۔ قانون قدرت نے آدمی کے جسم اور قوتون اور خواہشون اور عقل کو اور اوسکے ماحول کی چیزون اور علاقون کو ایسا ہی بنایا ہے کہ نے راحت اور تصاحب کے اوسکو عمر طبیعی تک

راحت سے پہونچنا محال ہے۔ اگر اخلاق کی بنیاد فطرت انسانی پر
نہوتی تو ہندو۔ بودہ۔ گبر۔ یہودی۔ نصرانی۔ مسلمان۔ دہریہ۔
لاادریہ باوجود بہت سے اور اختلافون کے عدل پر متفق ہوتے
کوئی فرقہ تو ظلم جلی و خفی کو اچھا جانتا اور جھوٹ بولنے یا پرایا مال
چھین لینے کو ثواب سمجھتا اصول اخلاق کا ہر مذہب کے ساتھ جمع
ہوسکنا اور تمام مذہبون سے جدا ہوسکنا بہترین ثبوت اسبات کا ہے
کہ مذہب اور خلق مین تلازم ذاتی نہین ہے تلازم کیسا وہ دونون
بالکل الگ ہین مذہب کی بنا ایسی چیز پر ہے جو انسان کی حد ادراک
بالاتر ہے اور اخلاق کی بنا انسان کے شخصی اور نوعی تجربہ پر ہے
پھر دونون کیونکر ایک ہوسکتے ہین جیسے مذہب اور طب ایک نہین
ویسا ہی مذہب اور اخلاق ایک نہین علاوہ برین مذہب مین آدمی کو
معبود سے واسطہ ہے اخلاق مین آدمیونکے آپس کے تعلقات سے
بحث ہے مذہب کا مقصود نجات اخروی ہے اور اخلاق کا مقصود
راحت دنیوی مگر لحاظ رہے کہ مذہب اور اخلاق کی تمیز جسکا مینے
ذکر کیا اوسیوقت ہے جب مذہب بالمعنی الخاص لیا جاوے
اگر مذہب کے معنی کو اتنا وسیع اور عام کرین کہ اوسمین بین العباد کا
تعامل داخل ہوجاوے تو اخلاق مذہب کا ایک جز ہوگا اور

مذہب کو اخلاق سے وہی نسبت ہوگی جو درخت کو شاخ سے
یا کتاب کو اوسکی ایک باب سے یا کسی کل کو اپنے جزو سے ۔

بہت سے مذہبوں مین یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور کردار
کے نمو کے شروع مین یہہ طریقہ ناگزیر تھا مگر جب کردار مین زیادہ
نمو ہوا تب کل کردار بشری کے بہت سے حصے ہوگئے ایک حصہ
مذہب کا موضوع بنا دوسرا حصہ اخلاق کا تیسرا حصہ طب کا چوتھا
قانون بالمعنی الخاص کا پانچوان مراسم عرفیہ کا ۔

شخصی اور نوعی تجربہ اور عقل

علوم صحیحہ مین شخصی اور نوعی تجربہ اور عقل کام دیتے ہین اونکے
معنی بتانا ضرور ہے عقل وہ قوت ہے جس سے آدمی کسی چیز مین
کسی صفت کے ہونیکا حکم کرتا ہے ۔ اگر زید کہے کہ خالد حسین ہے
تو زید کی وہ قوت جسنے خالد کیطرف اوسکے حسن کا حکم کیا زید کی عقل
ہے جملہ "خالد حسین ہے" کو اگر نشر analyse کرین تو عیان
ہوگا کہ حکم مذکور کے لئے زید کو خالد کا تصور ہ[illegible] اگر زید کو کبھی خالد کا
تصور نہوا ہو یا ہونیکے بعد بھول گ[illegible] زید خالد کے کسی صفت کا
حکم نہین کرسکتا خالد کے تصور کے علاوہ محمول کا تعقل بھی زید کو
ضروری ہے اگر زید کو معلوم نہو کہ حسن کیا ہے تو وہ کبھی خالد کو

حسین بطور قضیہ معنویہ کے نہین کہہ سکتا۔
حکم لگانے مین موضوع کا تصور اور محمول کا تعقل جدا جدا کافی نہین جب زید نے خالد مین حسن کو ادراک کیا ہو تب ہی وہ خالد حسین کہیگا اگر زید نے کبھی خالد کے حسن کو نہ دیکھا ہو تو وہ خالد حسین نہین کہہ سکتا واقع مین محمول موضوع ہی مین ہوتا ہے۔ شخصی تجربہ سے آدمی اوسے ادراک کرتا ہے اور جانکر بالاراد لگاتا ہے کہ موضوع مین محمول موجود ہے متصور موضوعون طرف مُدرک یا تو کوئی محمول منسوب کرتا ہے یا کسی محمول کو اوسکو موضوع مین ادراک نہین ہوا سلب کرتا ہے معقول موضوعو آدمی فقط یہہ حکم لگاتا ہے کہ وہ کسی اعم تر معقول مین داخل ہین "سرخی رنگ ہے" کے یہہ معنی ہین کہ سرخی کا مفہوم رنگ کے عام تر مفہوم مین داخل ہے۔ یا کسی معقول مین داخل نہین۔ جیسے "سرخی بو نہین" کے معنی یہہ ہین کہ بو کا مفہوم جدا گانہ ہے اور اسمین سرخی کا مفہوم داخل نہین۔
حکم لگانے کے لئے ادراک کا ہونا ضرور ہے۔ ادراک نہو تو حکم لگانا محال ہے جب کوئی چیز حواس کے ذریعے سے آدمی مین خاص اثر کرتی ہے اور آدمی کو اوس اثر کا شعور ہوتا ہے

اوس شعور کو ادراک کہتے ہین ۔ ادراک آدمی کو فقط اپنے نفس کے
تغیر کا ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہین ہوتا اور اپنے نفس کے اوس
تغیر سے وہ چیزون پر حکم لگاتا ہے ۔ جو چیزین خارج مین موجود ہین
اونمین سے جب کوئی چیز کسی انسان کے حواس سے علاقہ خاص مین
آوے تب وہ انسان پر اثر خاص کرتی ہے مثلاً زید برف کو چہووے
یا شکر کو چکہے یا پہول کو سونگھے یا گانا سُنے یا مرغ کو دیکھے تو زید کے
نفس مین تغیر خاص پیدا ہوگا ۔ چہونے یا چکہنے ۔ یا سونگھنے یا سُننے
یا دیکھنے سے پہلے جو حالت تہی وہ اور تہی اور جو چہونے یا چکہنے سے
ہوئی وہ اور ہے ۔ اس خاص حالت کو زید ادراک کرتا ہے اور
معروف مین اوس اثر مُدرَک کو چیزون کی صفت کہتے ہین جو چیز
چکہنے سے مُدرَک ہو اوسکو مزہ کہتے ہین جو سُننے سے مُدرَک ہو اوسکو
آواز کہتے ہین جو دیکھنے سے مُدرَک ہو اوسکو رنگ یا صورت جو
چہونے سے مُدرَک ہو اوسکو مَلمَس ۔ جیسا پہلے ذکر ہوا زید کو
فقط اپنے نفس کے تغیر خاص کا ادراک ہوتا ہے ۔ اسی خاص تغیر کے
ادراک یا شخصی تجربہ کیوجہ سے زید حکم کرتا ہے کہ یہہ تغیر خاص
اوسمین کسی مؤثر نے کیا ہے ایکبار ایک مؤثر کے تغیر پیدا کرنے سے
آدمی اوس تغیر کی تعبیر . پہر . جب ایک ہی مؤثر چند بار

ایک ہی سا تغیر پیدا کرتا ہے تب آدمی اون متعدد تغیرات حالیہ
ماضیہ کو ملا کر اوس موثر کی تعیین کرتا ہے یاد رہے کہ جو تغیر حالی
کسی مُتَغیّر (یعنی تغیر پیدا کرنیوالے) سے آدمی مین پیدا ہوتا ہے
وہ واقعہ ہے کیفیت نفسانی کا اگر ہے تو ہے نہین ہے تو نہین
صرف شخصی تجربہ سے پیدا ہوتا ہے برہان اور استدلال کی اوسمین
گنجایش نہین نہ کسی دوسرے کے کہنے سے وہ تغیر پیدا ہوسکتا
اگر کوئی شخص بہرا ہو تو جو تغیر راگ اور آدمیون مین کرتا ہے وہ
بہرے مین کبھی نہین کرتا اور بہرا اوس تغیر خاص کو جو راگ سے
پیدا ہوتا ہے ہرگز نہین جان سکتا ۔ اوسکو راگ کا حقیقی علم نہین اور
صورت اور رنگ بینا مین جو تغیر پیدا کرتے ہین اندھے مین وہ تغیر
پیدا نہین کرتے اسیوجہ سے اصلی علم جسکو عین الیقین کہتے ہین وہ
بے پیدا ہونے تغیر خاص یعنی شخصی تجربہ کے پیدا نہین ہوسکتا ہے
یہی تغیر خاص مبدا ہے علم بشری کا اور تمام معلومات بشری اوسی پر
بنتے ہین اوس تغیر خاص یا شخصی تجربہ مین خطا اور غلط کو مجال
نہین اوس تغیر خاص سے جب اور چیزون کے وجود و یا عدم وجود کا
حکم شخص مُدرِک جسمین تغیر ہوتا ہے لگاتا ہے تب اوس حکم مین
غلطی ہوسکتی ہے حقیقت یہہ ہے کہ وہ تغیر خاص جو مُدرِک کے

نفس مین پیدا ہوتا ہے ادراک ہے او نفس کے باقی سب وہ حالتین
جنکو علم کہتے ہین قیاس ہین جنکا وجود یا عدم وجود تغیر خاص سے
استنباط کرتے ہین - آدمی مین جو تغیر ہوتا ہے وہ اوسکو یاد بھی
رہتا ہے مگر بھولنا ممکن ہے اگر تغیرات یاد نہ رہتے ہوتے تو کوئی
آدمی کبھی کسی حالی تغیر سے کوئی حکم سوا اسکے کہ کوئی متغیر تغیر پیدا
کر رہا ہے نہ لگا سکتا نہ کسی چیز کا اوسکو تصور ہوتا نہ کسی صفت کا
نقل - اگر ملمس - مزے - بو - رنگ - صورت جنکا ادراک
پہلے ہو چکا ہے یاد نہ رہین تو آدمی ہرگز کسی چیز کو جسنے آنکھین
مس یا مزے یا بو یا رنگ یا صورت کا ادراک پیدا کیا ہو معین
نہین کر سکتا - جو تغیر آدمی مین ہوتا ہے وہ یا لذیذ ہوتا ہے
یا موذی - تغیر لذیذ جیسا بیان ہوا ممد حیات ہے یعنی زندگی کی
مدد کرتا ہے اور تغیر موذی ممد ممات ہے یعنی مرنے مین مدد دیتا ہے
حیات اور لذت مین مساوی نسبت ہے جتنی ہی لذت زیادہ
ہوگی زندگی بڑھیگی اور ایسی ہی ممات اور اذیت مین لیکن
جب احوال مین پیچیدگیان بڑھ جاتی ہین اور لذت موجود کے
علاوہ لذت مرجو محرک افعال ہوتی ہے اور وہ ارادی فعل جو
زندہ رہنے کو ضروری ہین اذیت سے خالی نہین ہوتے

ایساہی وہ افعال جسنے زندہ رہنے کو ضرر ہوگا لذیذ معلوم ہو
ہین تب ہر صورت مین لذت اور حیات اور اذیت اور ممات
مین علاقہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ بیان بالا سے عیان ہوتا ہے کہ جب
کسی آدمی مین حواس کے ذریعہ سے کسی موجود خارجی سے تغیر
خاص ہو تو اوسکو شخصی تجربہ کہتے ہین اسکے علاوہ بعض کلی تغیر
آدمی مین ایسے بہی ہوتے ہین جنکی بنا شخصی تجربہ اور تغیر خاص پر
نہین مثلاً بچہ پیدا ہوتے ہی دودہ کی طلب مین شخصی تجربہ ہونے
سے پہلے لب ہلاتا ہے اجنبی کو دیکہکر بلا اس شخصی تجربہ کے کہ وہ
ستاویگا ڈرتا ہے ایسے کلی و فطرتی تغیرون کے بابت محققین کی
یہہ راے ہے کہ وہ لاتعداد اسلاف کی شخصی تجربونکا نتیجہ ہے جو
جزو فطرت بنگیا ہے جیسے آنکہہ۔ کان۔ ناک۔ دل۔ جگر۔ شش کی
ساخت اور اونکے عمل پدمون برس کے اسباب طبیعیہ کے اثر سے
معین ہوگئے ہین ایساہی دماغ کی ساخت اور اوسکا عمل بہی لا
اربون پشت کے شخصی تجربون سے معین ہوگئے ہین۔ جیسے
بط کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی بلا شخصی تجربہ کے پیرنے لگتا ہے ہو
ویساہی آدمی کے بچے کا دماغ پیدا ہونیکے تہوڑے دن بعد
نوعی تجربہ کیوجہ سے خاص طور پر عمل کرنے لگتا ہے اوس کے

دماغ کے ساخت اور عمل معین ہوتے ہین اور موجودات خارجیہ کے
علاقون سے مطابق ہوتے ہین۔ انسان کا دماغ حکیم سپنسر کی
رائے مین مرتب فتر ہے اون لاتعد شخصی تجربون کا جو جاندار دنکو
اریسیت کی ابتدا سے ہوتے رہے ہین اور جنکی انتہا آدمی ہے۔ اسی نوعی
تجربہ نے انسان کے دماغ کی ساخت اور عمل کو ایسا کردیا ہے
کہ شخصی تجربہ سے پہلے خاص طور سے سوچتا ہے اور علوم صحیحہ کے تمام
ولیات اسی نوعی تجربہ پر مبنی ہین جنکے خلاف کبھی شخصی تجربہ
نہین ہوتا مگر وہ صرف یہہ بتاتا ہے کہ خلاف نہوگا خلاف کا
محال ہونا نوعی تجربہ بتاتا ہے تجربہ نوعی کی نسبت بعض کی رائے
یہہ ہے کہ وہ نتیجہ اسباب طبیعی کا تو ضرور ہے مگر تجربہ نوعی کا اثر
نہین ہے معلوم نہین اوسکے وقعی علّت کیا ہے۔ اسی نوعی
تجربہ کے تمام بنی نوع انسان مین موجود ہونیکی وجہ سب معلومات
صحیحہ بھی یکسان ہین۔ سچ سب کے لئے سچ ہے اور سچ کے دریافت
کرنیکے ذریعے بھی سب مین ایک ہین سچ کے معنی مطابق واقع
ہونیکے ہین واقع کے مطابق ہونے سے یہہ مراد ہے کہ جو تغیر خاص
ذاتی تجربہ سے شخص مُدرِک کے نفس مین ہوا ہے وہ مطابق ہے
اوس مُدرِک کے جو خارج مین موجود ہے اگر مُدرِک کی ذات مین

کوئی تغیر پیدا ہو جیسے خواب یا جنون کی حالتمین پیدا ہوتا ہے وہ تغیر کسی خارجی مُدرَک کے مطابق نہو تو واقع کے خلاف اور غلط ہے جب سچ مطابق واقع ہونیکا نام ہے تب ظاہر ہے کہ سچ کے جان لینے کا ذریعہ صرف شخصی اور نوعی تجربہ ہے سوا تجربے کے اور کوئی ذریعہ سچ کے جاننے کا انسان کے پاس نہین ہے کسی دوسرے شخص کے کہنے سے سامع کو اوس بات کا علم واقعی نہین ہوتا جو قائل نے کہی علم جب ہی ہو گا جب وہ خود تجربہ کرے اور تجربہ سے معلوم کرے کہ جو کچھہ قائل نے کہا تھا وہ واقع کے مطابق ہے تجربہ کرنے سے پہلے سامع فقط باور کرتا ہے کہ قائل کا بیان واقع کے مطابق ہو گا وہ خود حکم نہین لگاتا کہ واقع کے مطابق ہے یا نہین اور بلا ذاتی تجربہ کے حکم لگانا محال ہے۔

حُسن و قبح عقلی ہین

چیزونکا اچھا یا بُرا ہونیکا حکم عقل ہی لگاتی ہے سوا عقل کے اور کوئی ذریعہ اچھا یا بُرا کہنے کا نہین۔ اگر کسی اور بنا پر آدمی کسی چیز یا واقعہ کو اچھا یا بُرا کہے تو وہ اچھا یا بُرا کہنا صرف قضیہ لفظیہ ہو گا معنویہ نہو گا قضیہ معنویہ تو جب ہی ہو سکتا ہے

جب آدمی کو اوس چیز کے لذیذ یا موذی ہونیکا ادراک ہوا ہو اور
لذیذ یا موذی ہونیکی وجہ سے اوسکو زیست کے لیئے مفید یا مضر
ہے یا تمام اون گذشتہ جاندارونکو جنکا انسان وارث ہے ہمیشہ
اوس چیز کا لذیذ یا موذی ہنا ادراک ہوتا رہا ہو اور بلا شخصی تجربہ کے
آدمی کو اوس چیز کا لذیذ یا موذی جاننا جزو ذات ہو گیا ہو۔
کوئی چیز فی نفسہ اچھی یا بُری نہیں ہوتی۔ اچھی ہی ہے
ذریعہ ہو سکے کسی غرض کا اور جتنا ہی زیادہ موثر ہوئے اوس
غرض مین اوتنا ہی بہتر ہے تلوار وہی اچھی ہے جو خوب کاٹے۔
گھوڑا وہی اچھا ہے جو خوب راہ چلے۔ کہانا وہی اچھا ہے جس سے
خوب تندرستی ہو۔ گہر وہی اچھا ہے جو سردی گرمی سے خوب
بچا وے۔ جو چیزین ذریعہ ہوتی ہین کسی غرض کے حاصل کرنیکا
وہین چیزون کو اچھا یا بُرا کہتے ہین اور جو ذریعہ نہون وہ
اچھا یا بُرا ہونیکا موضوع نہین ہوتین جب فقط ذریعون کو
اچھا یا بُرا کہہ سکتے ہین تب یہہ بات قابل غور ہے کہ علم الاخلاق
مین کن چیزونکو اچھا یا بُرا کہنا چاہیئے۔
علم الاخلاق مین اچھا اوسکو کہتے ہین جس سے شخصی یا اہلی
یا نوعی زیست بچے یا اونکا رقبہ بڑہ جاوے بُرا اوسکو کہتے ہین

جسے شخصی یا اہلی یا نوعی زیست کو ضرر پہونچے یا اوسکا رقبہ کم ہو
زیست پر اثر کرنے سے قطع نظر کرین تو علم الاخلاق مین نہ کوئی
چیز اچھی ہے نہ بری ۔ ظاہر ہے کہ اچھا یا برا ہونا اضافی ہے
اور آدمیون کے جسم ۔ قوی ۔ ضرورتون اور ماحول مین تغیر ہو
سے اوسمین بھی تغیر ہوتا ہے ۔ گرمی مین سرد پانی لذت بخش
ہنین ہوتا ۔ بھوک مین تندرست آدمی کو کھانا حیات افزا ہے
مگر تخمہ مین کمزور مریض کو ثقیل غذا مہلک ہے ۔ برف پڑتا ہو
مکان خوب ٹھنڈا ہو تو آگ بہت لذیذ معلوم ہوتی ہے اگر
لون چلتی ہو اور مکان تپ رہا ہو تو آگ کا سامنا قیامت
آدمیون کے جسم اور ظاہری و باطنی قوی مین اور ضرورتوں
اور نیز طبیعی اور عشرتی ماحول کی موجودات مین اختلاف
ہونیکی وجہ سے ایک ہی چیز ہمیشہ اچھی و بری ہنین ہوتی
بلکہ کبھی وہی چیز مضر ہوتی ہے اور کبھی مفید ۔

جیسی مفید اور مضر ہونا اضافی ہے ویسا ہی لذیذ
اور موذی ہونا بھی اضافی ہے فطرتاً اوسی کام کی رغبت
ہونا چاہیے جو لذیذ اور حیات سہ گانہ کو مفید ہو اور اوس
کام سے نفرت ہونا چاہیے جو موذی اور حیات سہ گانہ کو

مضر ہو مگر ماحول بشری مین نہایت پیچیدہ عشرتی ماحول کے
پیدا ہوجانے سے سردست آدمی اور اوس کے ماحول مین عدم
مطابقت (Disharmony) زیادہ ہے اور اسی وجہ سے
اوسکو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا دشوار ہوگیا ہے۔ ہزارون
ایسے کام کرنا پڑتے ہین جو اذیت دِہ ہین اور ہزارون ایسے کامون سے
بچنا پڑتا ہے جو بہت لذیذ ہین۔ لیکن انسان مین ایک حد تک اپنے
ماحول سے مطابقت کرنیکی قوت موجود ہونیکے سبب سے ماہران
علم القوم کی راے ہے کہ آدمیون مین رفتہ رفتہ اپنے پیچیدہ
عشرتی ماحول سے مطابقت زیادہ ہوگی اور کبھی ایسا زمانہ
آجاویگا کہ آدمیون مین اونہین ارادی افعال کی رغبت ہو
جنسے زیست ہاے سہ گانہ کو فایدہ پہونچے اور وہی افعال
لذّت بخش بھی ہون اور اون افعال سے نفرت ہو جنسے حیات
سہ گانہ کو ضرر پہونچے اور اونکا کرنا اذیت دِہ ہو جیسے بوے خوش
اور منظر خوش لذیذ اور مفید ہے ویسا ہی کسب معاش راست گفتاری
وفا عہد ظلم جلی وخفی سے پرہیز بھی علاوہ سودمند ہونے کے
لذّت بخش ہوجاویگا۔
جو اختلاف ابتک مختلف قومون اور ملکوںمین آدمیون کے

سعیار خلق مین ہوتے رہے ہین وہ سب ایک حد تک نتیجہ ہین اِس اختلاف علاقہ کا اونمین اور اونکے ماحول مین جن قومونکو جدال وقتال سے کام رہا ہے اونمین بہادری بہت ہی بڑی صفت سمجھی گئی ہے اورجنمین صلح اور امن رہا ہے اونمین اوسکا خیال نہین ہوا جو قومین جبابرہ کی حکومت مین رہی ہین اونہین مین جھوٹ بولنا رائج ہوا ہے جنلوگون پر ایسے سلاطین مسلط نہین اونمین جھوٹ بولنا نہین پایا جاتا علاوہ اختلاف حالات کے خطاء اجتہادی کو بھی دخل ہے جیسا کہ سابقًا بیان ہوا۔

خیر محض اور خیر اضافی

علم الاخلاق مین یہہ قضیہ شرطیہ کہ جو چیز حیات کو مفید ہو وہ اچھی ہے اور جو چیز حیات کو مضر ہو وہ بُری ہے ایسا قضیہ ہے جسمین کسیکو اختلاف نہین مگر جب بحیثیت قضیہ خبریہ کہین کہ فلان چیز حیات کو نافع ہے تب بہت سی دشواریان پیش آتی ہین اون دشواریون کی وقعت کرنے کو چند باتین سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہہ ہین۔

(۱) جب کسی چیز کو علم الاخلاق مین اچھا کہین تو اچھے کے دو معنی ہوسکتے ہین خیر محض اور خیر اضافی خیر محض سے فعل ای

ادہے جس سے سہ گانہ زیست یعنی شخصی اور اہلی اور قومی زیست کو
ایدہ ہے فایدہ پہونچے کسی زیست کو کسی قسم کا موجود یا مرجو ضرر نہو
اور اوسکا کرنا بہی فاعل کو لذیذ ہو ہماری گزشتنی حالت مین
پوری مثال ایسے خیر محض کی کیونکر مل سکتی ہے تاہم جو مثال
وس کے قریب قریب ہے وہ تندرست جوان مان کی اپنے
تندرست شیر خوار بچّے کو دودہ پلانیکی ہے جو بوقت ضرورت
بقدر ضرورت ہو خیر مشوب سے وہ فعل ارادی مراد ہے جو تینون
زیستون مین سے کسیکو نفع کرے اور کسیکو ضرر کرے یا سب کو
موجود نفع کرے اور مرجو ضرر یا سب کو نافع ہو مگر فاعل کے لئے
نا لذیذ ہو جیسے معاش ضروری کمانے کیواسطے محنت کا سب
وس سے تہک تو جاتا ہے اور اسیوجہ سے اوسکو ناپسند کرتا ہے
مگر گزشتنی حالتمین اوس سے چارہ نہین اگر متعب محنت نہ کرے
تو بال بچے بہوکون مرین اور جبتنی اذیت سے بچا ہے اوس سے
زیادہ اذیت ہو اور آیندہ نسلونکو صدمہ پہونچے انسانکو اس گزشتنی
حالتمین جسمین ہزارون پیچیدگیان عشرتی ماحول کیوجہ سے
بڑہ گیی ہین یہہ کہنا کہ کوئی ارادی فعل خیر محض ہو سکتا ہے انسانکی حد
ادراک سے باہر ہے اکثر حالتون مین خیر مشوب کی چند صورت کا ہونا

ممکن ہے اور اون سب مین ایک باقیون سے ضرور بہتر ہوتی ہے
اور وہی بہتر اوس حالت خاص مین کردار کی سیدہی راہ یا طریق مستقیم
ہے مگر پیچیدگیون کی زیادہ ہونے سے انسان کو یہہ جان لینا
کہ کون کردار کس خاص حالتمین صراط مستقیم ہے قطعاً محال ہے مثلاً
آدمی کو اپنی اولاد کی پرورش کے لئے محنت کرنا ہر فرد کے لئے
بہ لحاظ اپنی عمر و صحت و دولت و عشرتی احوال و بلحاظ صحت یا
قوت اولاد کے ایک حد ایسی ہوگی جو بہترین ہوگی اور جسمین افراط کی
تفریط مضر ہوگی مگر عقل بشری ہرگز نہین بتا سکتی کہ وہ حد کیا ہے
کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ دونون محنت کی حدون کے درمیان
ہر فرد اپنے لئے کوئی حد مقرر کر لیتی ہے اگر ایک پتھر قوت معین سے
آسمان کیطرف پھینکا جاوے تو وہ زمین کے کسی خاص مقام پر ضرور
گریگا اور ہمہ دان قوت اوس مقام خاص کو ممکن ہے کہ پہلے سے
بتاوے مگر انسانی عقل صرف تخمین کر سکتی ہے کہ کہان گرے گی
ایسا ہی جب کسی معاملہ خاص مین چند صورتین کردار کی ہو سکتی ہین یا ہو
جو غیر مشوب ہین تو اونمین سے بہترین کا چن لینا انسان کو محال ہے
وہ فقط تخمین کر سکتا ہے کہ کونسی راہ پر چلے عجب نہین کہ اہدنا
الصراط المستقیم اسی بہترین غیر مشوب کی سیدہی راہ کی طرف

ہ ہو اور یہہ اشارہ اسیوجہ سے ہو کہ بشر کو اوس سیدہی راہ کا
عقل سے جان لینا محال ہے۔

کردار

آدمی کے اون افعال ارادی کے مجموعے کو جو کسی خاص
ں سے کئے جاوین کردار کہتے ہین کردار کو اس حیثیت سے
سکتے ہین کہ وہ مجموعہ چند حرکات خارجیہ کا اس جہت سے کردار
طرت کے مظاہر Phenomena مین سے ہے اور
ے اور مظاہر مین نمو Evolution ہوتا ہے ویسا ہی کردار
ہوتا ہے اوس نمو کے بہت درجے ہوتے ہین سافل کردار کو
سے کم مناسبت ہوتی ہے یعنی وہ غرض حاصل کرنیکا بہترین
ی وسیلہ نہین ہوتا اور کردار جتنا ہی اونچا اور بہتر ہوتا جاتا ہے
تا ہی اوسکو غرض سے مناسبت بڑہتی جاتی ہے یعنی وہ
ں کے حاصل کرنیکا بہترین ارادی وسیلہ ہوتا جاتا ہے بہترین
ر وہی ہے جو غرض معین کے حاصل کرنیکا بہترین ارادی
وسیلہ ہو کردار مین نمو کی تینون صفتین یعنی تحدید و
نظام Definition لصوق و انضمام Coherence
ور تنوع و امتیاز Heterayeniety جتنا ہی وہ عالی ہوتا جاتا ہے

بڑہتے ہین شریف (Moral) کردار کو اگر ذیل Immoral
کردار سے مقابلہ کرین تو ظاہر ہوگا کہ شریف کردار کے ارادی ...
معیّن اور محدود ہوتے ہین بقدر امکان اونکا وقت مقرر ہے ...
اونکی جگہہ مقرر ہوتی ہے اونکی مقدار مقرر ہوتی ہے اپنی غرض ...
وہ بہ نسبت سافل کردار کے زیادہ لاصق اور چسپان ہین اونکی
تعداد اور تنوع بھی زیادہ ہے ایک صحرائی آدمی کو درختون ...
پہل توڑکر سیر ہونے مین جتنے ملاصق کام کرنا پڑتے ہین اونکا ...
اور تنوع بہ نسبت اون ملاصق وراون منضم کا ہونکی تعداد ...
جوایک شخص کو طبیب بنکر مریضون کے اچھّا کرنےمین لازم ہے
ہین ہزارہا گونہ زیادہ ہے۔ صحرائی کو غالبًا پہلون سے پیٹ ...
مین بیس منٹ صرف ہونگے اپنی جگہہ سے درخت تک چلنا ...
بڑہکر یا چڑہکر پہل توڑنا اونکو کہا لینا بس یہی افعال ہین طبیب ...
پہلے تو پندرہ بیس سال مدرسہ جانا چاہیئے لکہنا پڑہنا صرف۔
منطق۔ ریاضی۔ طبیعیات۔ علم کیمیا۔ علم نباتات وحیوانات ...
علم الحیوۃ۔ تشریح۔ علم عمل الاعضا۔ جرّاحی وغیرہ سیکہنا چاہیے
برسون حاذق اوستادون کے مطب مین حاضر ہونا چاہیئے اوسکے
ساتہہ ساتہہ جسمانی اور خلقی صحت کی درستی وترقی کے لئے ہزارون

ی کرنا چاہیئے تب کہین علاج کرنیکی نوبت پہونچیگی۔

بہت سے افعال کے منضم ہونیکے علاوہ کونا اونچے کردار مین
یدوانتظام بہی زیادہ ہوتا ہے یعنی اغراض معینہ کے حاصل
کے لئے سلسلہ افعال معینہ مقرر ہوجاتے ہین ہر غرض کے حاصل
کا طریقہ خاص ہوجاتا ہے وہ غرض اوسی کردار خاص سے حاصل
ہوتی ہے دوسرے کردار سے حاصل نہین ہوتی۔

جو قومین ابتدائی حالتمین ہوتی ہین اگر اونمین ایک فرد
دوسرے فرد کا مال چھین لے تو وہ مختلف طریقون سے چارہ جو
ہوتا یا خود بزور چھین لیگا۔ اگر وہی مال نہ ملیگا تو دوسرا لیگا۔ اگر
کچہ نہ ملے تو کوئی اور نقصان غاصب قوم کی پنچایت سے سہیگا
جسوقت جیسا اونکی سمجہہ مین آویگا حکم لگا دینگے۔ امریکا مین اگر
کوئی فرد دوسرے فرد کا مال غصب کرلے تو صرف وہی طریقہ چارہ
جوئی کا ہوسکتا ہے جو قانون نے مقرر کیا ہے اوسکے سوا کوئی اور
طریقہ جایز نہین۔

جب کردار اونچا ہوتا ہے تب اوسمین تنوع اور امتیاز بہی بڑہ
جاتا ہے جانداروں کے ماحول مین ہزارون مختلف ترکیبین پیدا
ہوتی ہین اور زندہ رہنے کو اون سب سے موافقت ناگزیر ہوتی ہے

اونہین وہ کردار جو صیانت حیات کے واسطے نیچے جانور
صرف چند سادہ عملون کا مجموعہ ہوتا ہے مہذب قومونکی
لاکھون قسم کے فعلون کا مجموعہ ہوجاتا ہے۔

خواص سہ گانہ مذکور یعنی انضمام اور امتیاز اور انت
وجہ سے شایستہ قومون مین تینون زیستون کے رقبے بڑ
ہین اور ہر فرد کا کردار اس اعتبار سے کہ وہ مجموعہ ہے چند
حرکتون کا میزان متحرک ہوکر زیادہ سے زیادہ مدت تک
زندگی بسر کرنیمین مدد کرتا ہے میزان متحرک کے معنی یہہ سمجھنا
کہ طبیعی اور عشرتی ماحول مین جو مرکبات مادّہ و قوت موجود
ہر فرد بواسطہ اپنے ارادی فعال کے اونسے ایسا برتاؤ رکھ
کہ سودمند سے متمتع ہوکر اور مضر سے بچکر تینون زیستون
بقار و ترقی کا باعث ہوتی ہے اور جو تغیر ماحول مین ہوتے ہین
اونکے ساتھہ ہر فرد اپنے ارادی افعال مین ایسا تغیر کرلیتے ہین
کہ اوسکے ارادی فعال بدلے ہوئے ماحول کے موافق
ہین ارادی افعال مین موازنہ رکھنے کے اعتبار سے ہر فرد
ہے اور ماحول مین تغیر ہونے سے ارادی فعال مین مو
تغیر کرلینے کیوجہ ایک حال پر قایم نہین بلکہ متحرک ہے۔

کردار بحیثیت جاندار کے افعال کے

طبیعات کی بنا پر اگر شریف الخصال صاحب خلق کو میزان
تحرک کہہ سکتے ہین تو علم الحیاۃ کے اعتبار سے اوسکو معتدل الاعمال
باہیئے اسلئے کہ علم الحیاۃ مین صاحب خلق حسن وہی ہے
کاظ اعضا و قوی کے تمام اعمال ضروریات وجود و حیاۃ کے
ق ہون جو اعضا انسان مین ہین وہ عبث نہین ہین اور
عمال اون اعضا سے ہوتے ہین وہ فطرتاً انسان کے لئے
ید ہین لہذا اون تمام عملون کا اعتدال سے کرنا جنکے لئے انسان
ن اعضا و قوی موجود ہین خَلقاً و خُلقاً فرض ہے۔

کردار کو جب علم الحیاۃ کے اعتبار سے دیکھین تب جو رابطہ
ساس اور عمل مین ہے اوسکو پیش نظر رکھنا چاہیئے یاد رہے
یست کی بقا اور وجود ت ہین اور عمل لذیذ اور ساز مین لزوم
ی کا فطرتی علاقہ ہے ایسا ہی زیست کی فنا اور ردات
اور عمل متعب یا محزن مین لزوم ذاتی کا فطرتی علاقہ ہے
فعل نافع اور فعل مرغوب فیہ تمام جاندارون مین فعل واحد کی
تین ہین اور ایک دوسرے سے بدون مہلک نتیجون کے
نہین ہوسکتے اور کوئی نوع اور اوسکی فردین بے اس کے

زندہ نہین رہ سکتین کہ مرغوب کی طلب کرین اور مکر
اپنے جاندارون کا زندہ رہنا جنکو لذت اور اذیّت کا
صرف اوسیوقت ہوسکتا ہے جب اونکی محبت یعنی زندہ
کے لئے ضروری افعال سارّہ یعنی خوش کن و لذّت بخش
ہون لذّت اور اذیّت کا احساس بھی ہو اور زندہ
افعال اذیت دہ بھی ہون یہہ ممکن نہین اصل فطرت
جو فعل زندہ رہنے کے لئے لازم ہون وہ لذت بخش
انسان ایسے ہی جسم و جان کا وارث ہوا ہے جسمین لذ
خوش کن فعل وہی ہین جو زندہ رکھنے کو ضروری ہین
لذیذ ہونے اور زیست کے لئے ضروری ہونے مین
غیر منفک علاقہ ہے اور دنیا مین ایسے زیست کا نمو جسمین
و الم کا احساس ہوا اسی قاعدے سے ہوا ہے لیکن آدمی
قوتون سے طبیعی ماحول مین ایک بہت ہی پیچیدہ
ماحول بڑھا دیا ہے اور ابھی تک جیسا کہ چاہیئے وہ او
ماحول سے مطابق نہین ہے اسوجہ سے لذت اور حیات
اور موت مین سیدھا علاقہ نظر نہین آتا بہت سی ایذا
افعال سود مند نتیجے پیدا کرنے لگے ہین اور بعض لذّت بخش

لک نتیجے مگر اسمین شبهه نہین ہے کہ اگر یہی مرکب ماحول رہا تو
ان فطرتی قوت سے جو انسان مین اپنے ماحول سے مطابق
جانیکی ہے رفتہ رفتہ اعمال اور احساس مین توافق پیدا ہوگا
تمام وہ اعمال جو زندہ رہنے کو لازم ہین لذیذ ہوجاوینگے۔

علم الاخلاق مین کردار کا جو دستور العمل بناوین اوسمین فعل
ں یا موذی کا جو اثر فاعل پر ہوتا ہے اوسکو ہرگز نظر انداز نہین
یا ہے اور جہانتک ہوسکے ایسے افعال کا حکم دینا چاہیے جو لذت
ہون اور ایسے افعال سے منع کرنا چاہیے جو آزاردہ ہون
ار کے حسن و قبح بتانے مین لذت و اذیت موجود کی بالکل پروا
یا اوس قانون فطرت کے خلاف ہے جسنے زیست و لذت
ہوت و اذیت کو باہم کردیا ہے۔

کردار بحیثیت افعال حیوان ناطق

انسان کے افعال کو اگر جاندار کے افعال کی حیثیت سے
ہین تو جیسا کہ بیان ہوا اصل مین لذت و الم موجود اوسکے ارادی
ہون کے محرک ہوتے ہین جو کام وہ کرتا ہے اسی لئے کرتا ہے
وسکے کرنے مین مزہ آتا ہے اور جو کام وہ نہین کرتا اسی لئے
نہین کرتا کہ اوسکے کرنے سے اذیت ہوتی ہے یا اس لئے کرتا ہے

کہ اوسکے کرنے سے فوری لذت حاصل ہوگی اور نکرنے
اذیت سے بچیگا جب ماحول مین
پیچیدگیان بڑہ جاتی ہین اور رسوم وشئون وکسب
طرق آمد ورفت مین ہزارون تنوع ہو جاتے ہین او
اور اونکے اغراض مین بُعدِ زمانی ومکانی دقیقو
پہونچتا ہے اور افعال کے علت اور اغراض کے
مین چند در چند پیچیدگیان پڑتی ہین تب اگر انسا
حیوان ناطق کے افعال کے اعتبار سے دیکہین تو نظ
کہ فقط لذت اور الم موجود اوسکے افعال کے محرک نہ
لذت والم مرجو کو ارادی افعال کے محرک ہونے مین
دخل ہے اور ماحول کے اثر سے اوسمین ایسا تعقل پ
کہ لذت والم موجود کا محرک ہونا لذت والم مرجو کے محرک
تابع ہو جاتا ہے انسان ایسے ارادی افعال کرنے لگتا
سردست مولم ہوتے ہین مگر اونسے آیندہ شخصی یا اہلی
حیات کو نفع پہونچتا ہے اور اونمین مرجو لذت ہوتی ہے
ارادی افعال کو ترک کرنے لگتا ہے جنمین بالفعل لذ
مگر جو آیندہ شخصی یا اہلی یا نوعی زیست کو ضرر کے الم

ان نہ ہونگے۔

ں ذ لذّت والم مرجو کو لذت والم موجود پر ترجیح دینا یا مذہب
وں انکی لعنت یا عرف یا ملکہ راسخہ کیوجہ سے ہوتاہے خلقی ملکہ راسخہ اور
نون باعثون مین چند فرق ہین تینون باعث بیرونی محرکات ہین
قی ملکہ راسخہ اندرونی تینون خارجی باعثون مین فعل یا ترک
ل کا سبب ایسے سزا کا خوف ہوتاہے جو فعل یا ترک فعل کا لازمی
ہ نہین فعل یا ترک فعل اور اوسکی سزا مین ایسے غیر منفک توالی
ان ہے کہ فعل یا ترک فعل ہو تو سزا یا جزا حتما واقع ہوگی خلقی
لکہ راسخہ فعل یا ترک فعل کا باعث اسوجہ سے ہوتاہے کہ اوس
عل یا ترک فعل کے چند نتائج جو حیات بالمعنی الاعم یعنی حیات
شخصی واہلی و نوعی کو مضر یا مفید ہونگی ضرور واقع ہونگی اور
ن فعل یا ترک فعل اور اونکے نتائج مین غیر منفک توالی ہے
لقی ملکہ راسخہ کا ظہور قومون مین تینون خارجی باعثون کے
بقہ ہوتاہے مذہبی یا سلطانی یا عرفی باعث کی بغیر کسی قوم کے
د ایسے اجتماعی اور تعاملی حالت مین معاشرت ہی نہین سکتے
تا ہے انکو تجربہ ہو کہ اونکے ارادی افعال کا اثر اونکی حیات بالمعنی الاعم
وقت پڑتاہے اور ان ہزارہا پشتون کے شخصی تجربہ سے نوعی تجربہ

فطرت ہوجاوے۔

یہہ بات یاد رہے کہ اگر قومین اوسیطرف ترقی کرتی گئیں
جسطرف اب جارہی ہین تو ماحول سے مناسب ہوسکنے کی
وجہ سے رفتہ رفتہ ایسی حالت پیدا ہوگی کہ لذت والم موجود وال
والم مرجو مین تعارض نرہے جو ارادی کام شخصی ورا ہلی ورنو
زیست کو سودمند ہونگی اونمین لذت مرجو کے علاوہ لذت م
بھی ہوگی اور آدمیون کے تعقلات او رمحسوسات مین او ر
ارادی مین ماحول مرکب کے ساتھہ ایسا توافق ہوجاویگا ک
حسنہ جنکو فضائل کہتے ہین افعال طبیعی و رلذت بخش ہوجاو
اور صرف ایسے ہی لوگ دنیا مین رہینگے جنمین فضائل طبیعی ہوا
"ان الارض یرثہا عبادی الصالحون" وہ لوگ جنکے اف
طبیعی افعال حسنہ نہ ہونگے وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوینگے۔

کردار بحیثیت افعال انسان متعامل

اگر کردار کو علم القوم کے اعتبار سے دیکھین یعنی اس ا
سے دیکھین کہ وہ قوم کی فرد کے ارادی افعال کا مجموعہ
تب خلق حسن کردار کی اون صورتون پر صادق آویگا جو
اور تعامل کی حالت کے اسطور سے موزون ہون کہ اون

برتنے سے فاعل اور باقی افراد قوم کی زیست کا رقبہ بقدر امکان
الاعظم ہو جاوے قومین کبھی شبانہ روز جنگ جدال مین بسر
کرتی ہین کبھی اس مین جدال وقتال کے وقت مین جو قاعدے
کردار کے مرتب ہوتے ہین اونمین قوم کی زیست کا لحاظ افراد کے
لحاظ کے بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے لیکن کچھہ نہ کچھہ لحاظ افراد کی زیست کا
بھی کرنا پڑتا ہے کیونکہ اونہین کی زیست پر تو قوم کی زیست
موقوف ہے لیکن جب جدال وقتال ختم ہوتے ہین اور اونہین کے
ساتھہ جبری تعامل کا دستور العمل بھی منسوخ ہوتا ہے اور بجائے
اوسکے اختیاری تعامل اور اوسکا دستور العمل مرتب ہوتا ہے تب
یہہ دستور العمل اون اصول صحیحہ کے بناء پر مرتب ہوتا ہے جنکے بغیر
ہموار تعامل نہین ہو سکتا۔

تعامل ہموار کی شرط اوّل یہہ ہے کہ قوم مین سے کوئی
فرد کسی اور فرد پر ظلم جلی نہ کرے یعنی اپنے فعل سے دوسرون کی
جان یا مال یا صحت یا آبرو کو نقصان نہ پہونچاوے اور شرط دوم
یہہ ہے کہ فردین جب آپسمین لین دین کرین تب کوئی فرد کسی
دوسرے فرد پر ظلم خفی نہ کرے یعنی جو کام کوئی فرد کسی دوسرے
فرد سے لے اوسکا پورا معاوضہ دے اور جو معاہدہ کسی فرد نے

کسی فرد سے کیا ہو اوسکو وفا کرے۔ آیہ شریفہ اوفوا بالعقـ
اسی طرف اشارہ ہے تعامل ہموار کے چلنے کو دو شرطون مذ
پورا ہونا کافی ہے لیکن اگر افراد اور قوم کی زیست کے رقبونکو
بھی ہو یعنی قوم اور افراد قوم کے صحت جسمانی و عقلی و اخلا
اونچا کرنا ہو اور اونکے اسباب راحت مین زیادتی کرنا ہو
خفی و جلی سے بچنا کافی نہین ہے اوسکے علاوہ بوقت ضرو
تعاون بہی کرنا لازم ہے جسکا تفصیلی بیان علم الاحسان
ہوگا جب فرد ین ظلم خفی و جلی سے بچین گی اور تعاون بہی کر
تب علم القوم کے اعتبار سے خلق حسن کو پورا نمو ہو سکیگا
اصولاً یہہ کہدینا صحیح ہے کہ تصاحب اور تعامل طبعی
کردار کی چند صورتین ایسی ہین جنسے زیست بہلے سے گی ... انکے
طبیعی افعال حسنہ نہ ہونگے وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوینگے

کردار بحیثیت افعال انسان متعامل

اگر کردار کو علم القوم کے اعتبار سے دیکھین یعنی ا
سے دیکھین کہ وہ قوم کی فرد کے ارادی افعال کا مجمو
تب خلق حسن کردار کی اون صورتون پر صادق آویگا
اور تعامل کی حالت کے سطور سے موزون ہون کہ ا

راحت قانون یعنی تعامل کی حالت مین کردار کی دستور العمل کی
بلاواسطہ غرض ہونا چاہیئے یہہ راے غلطی سے خالی نہین اول تو
وہ اس خیال پر مبنی ہے کہ راحت کوئی ایسی چیز ہے جو مولی گاجر
کی مانند ناپ تول کر بانٹ دیجا سکتی ہے اور قانون ایسا بنانا
چاہیئے جس سے ناپ تول مین زیادہ سے زیادہ راحت زیادہ سے
زیادہ فردون کو بلاواسطہ ملجاوے راے مذکور مین اس بات کا
بھی اشعار ہے کہ راحت فردون کو بانٹ دینا مشروط بشرائط
نہین ہے بلکہ کسی شرط کا محتاج نہین حالانکہ غور کرنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین راحت ایسی چیز
[illegible] الا کسی فرد کو دستور العمل بنا کر
[illegible] راحت اضافی ہے اور اوس علاقہ سے
تعامل ہموار کی شرط اول یہہ ہے کہ قوم مین [illegible] اور راحت کا
فرد کسی اور فرد پر ظلم جلی نہ کرے یعنی اپنے فعل سے دوسرے ان کی
جان یا مال یا صحت یا آبرو کو نقصان نہ پہونچاوے اور شرط دوم
یہہ ہے کہ فردین جب آپسمین لین دین کرین تب کوئی فرد کسی
دوسرے فرد پر ظلم خفی نہ کرے یعنی جو کام کوئی فرد کسی دوسرے
فرد سے لے اوسکا پورا معاوضہ دے اور جو معاہدہ کسی فرد سے

ایسی شرطین موجود کردی جنکے بعد ہر فرد اپنی اپنی قوت
اختیار سے جسقدر راحت حاصل کرسکتا ہے وہ کرسکے اور
شرطین وہی ہین جنکو ہم بیان کرچکے ہین۔ یعنی تصادم
اور تعامل کی حالت مین ایسا دستور العمل بناوے جس سے
افراد قوم ظلم جلی وخفی سے بچین اور اپنے اپنے راحت کی
تکمیل مین ایک دوسرے کے مزاحم ہون۔

بیان گزشتہ سے عیان ہوتا ہے کہ واضع قانون
عملی بلا واسطہ مقصود قانون بنانے سے یہہ ہونا چاہیئے کہ راستہ
ہموار اور آسان ہو اور بالواسطہ مقصود یہہ ہونا چاہیئے کہ
ہموار ہوجانے سے ہر فرد کو محدود آزادی ہو کہ اپنی راحت
تکمیل مین پوری کوشش کرسکے۔

استیثار وایثار

جتنے جاندار دنیا مین ابتک پیدا ہوچکے ہین اون سب مین
انسان کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے یعنی کہ وہ خلیفہ اور وارث
اون جانداروں کا جو اوس سے پہلے کرۂ زمین پر گزر چکے تھے
اوس نے اپنی ظاہری اور باطنی قوتون سے ایک نہایت گہرا
اور پیچ در پیچ عشرتی ماحول اپنے طبیعی ماحول پر اضافہ کردیا

دنیامین سب سے زیادہ حدیث العہد ہونے اور مشرقی ماحول مین
بہت پیچیدگیان پڑجانے سے آدمی اپنے مرکب ماحول سے جیسا
چاہیے مناسب اور موافق نہین ہے اصل مین تو ایسا ہونا چاہیے
کہ تعامل اور تصاحب کی حالتمین وہی فعال لذیذ ہون جنسے
حیات بالمعنی الاعم کو نفع ہو اور وہی افعال موذی ہون جنسے
حیات بالمعنی الاعم کو ضرر ہو اور جو ارادی افعال آدمی اپنے
زیست کی بقا اور ترقی کے لئے کرے اون افعال مین اور دیگر
افعال مین جو اور فردون کے فائدے کے لئے کرے توافق ہو
اور تعارض نہ ہو اور معتقدین خلافۃ الاوفق کو امید ہے کہ آئندہ
جب انسان اپنے مرکب ماحول سے موافق اور مناسب ہوجاویگا
تب ایسا ہی ہوگا لیکن موجودہ گزشتنی اور گزاشتنی حالتمین ایسا
نہین ایک حد تک استیثار یعنی نافع للذات افعال مین اور ایثار
یعنی نافع للغیر افعال مین توافق ہے اور اوسکے بعد تعارض ہے
یعنی بعض ارادی افعال تعامل اور تصاحب کی حالتمین ایسے
ہین جنسے فاعل اور سائر افراد قوم دونون کو نفع ہوتا ہے
بعض ایسے ہین جنسے فاعل کو ضرر ہوتا ہے اور سائر افراد کو
نفع اس لئے استیثار اور ایثار کے توافق اور تعارض کے

بابت کچھہ کہنا مناسب ہے۔

استیثار سے ایسے کامون کا کرنا مراد ہے جس سے فاعل کی
زیست کو بقا اور ترقی ہو اور ایثار سے ایسے کامون کا کرنا
جس سے غیر فاعل یعنی دیگر افراد قوم کی زیست کو بقا اور ترقی
جیدالغذا لذیذ کہلانے کہانا فصلون کے تغیر
بچانیوالا اور راحت رسان لباس پہنا۔ پاک صاف
مسکن مین رہنا۔ مفرط محنت سے بچنا۔ کافی آرام کرنا۔ نشاط
انگیز سیر تفریح کرنا استیثار کی مثالین ہین۔ دوسرونکو علم دینا
اونکی صحت و راحت کے اسباب فراہم کرنا اونکی بہبود و رفاہ
کامون مین وقت و دولت و قوت کو صرف کرنا ایثار کی مثالین
ہین ماحول کی حالت موجود مین ہر فرد کو استیثار اور ایثار دونو
سے گریز نہین ہے لیکن یہہ بات بدیہی ہے کہ اگر استیثار اور
ایثار مین تعارض ہو تو معتدل استیثار کو مطلق ایثار پر ترجیح
ہوگی کیونکہ معتدل استیثار کے بغیر فاعل کا زندہ رہنا محال ہے
وہ زیست کا موقوف علیہ ہے اور معتدل استیثار کے سوا باقی
تمام افعال جنمین ایثار بھی داخل ہے فاعل کی زیست پر موقوف
ہین پس ایثار زیست پر موقوف ہے اور زیست معتدل استیثار

لہذا معتدل استیثار یقیناً مطلق ایثار پر بدرجہ اولی مقدم ہے فقط یہی نہین ہے کہ معتدل استیثار مطلق ایثار پر عقلاً مقدم ہے بلکہ کائنات مین تکون حیات کے مشاہدہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حیات کو جو عروج ہوا ہے وہ اسیوجہ سے ہوا ہے کہ فاضل کو اپنے فضل کا ثمرہ ملتا رہا ہے اور فضول اپنی کمی کا نتیجہ بھگتا رہا ہے تنومند ہوشیار ماحول کے موافق فردین اور جماعتین زندہ اور دنیا مین بہرہ ور رہتی ہین اور کمزور اور نابلہ اور ماحول کے غیر موافق فردین حرف غلط کے مانند صفحہ ہستی سے مٹتی چلی آئی ہین اور زندہ رہنے اور کامیاب ہونیکے یہی معنی ہین کہ اونہون نے معتدل استیثار کو مطلق ایثار سے مقدم رکھا ہے اگر مقدم نہ رکھا ہوتا تو زندہ نہ بچے ہوتے۔

معتدل استیثار کو مطلق ایثار پر ترجیح دینے سے نہ صرف شخصی اور اہلی اور قومی زیستون کو بقا اور ترقی ہوتی ہے بلکہ راحت بالمعنی الاعم بھی اوس سے بڑہتی رہی ہے ایسے افراد کا شمار جنکے قوی ماحول سے موافق ہین اور جنکو اون قوی سے کام لینا راحت بخش اور نشاط انگیز تہا بڑہ گیا ہے اور بڑہتا جاویگا کیونکہ افراد رذیلہ اور اونکی نسلین نیست و نابود ہوگئی اور ہوتی

جاتی ہین اور افراد فاضلہ کی نسلین روز افزون ترقی کر رہی ہین
راحت بالمعنی الاعم کے اسباب نہ فقط موجودہ افراد فاضلہ
مین زیادہ ہوگئے ہین بلکہ آیندہ نسلون مین بھی وہ اسباب زیادہ
ہونگے معتدل استیثار کا ایک نتیجہ اور بھی قابل لحاظ ہے جو فرد
ایسے افعال مین مصروف رہتی ہے جس سے اوسکے جسم و جان
توانا ہون اور وہ ہشاش بشاش رہے تو اوسکا اثر اپنے اقارب
اور احباب اور اصحاب پر بہت دل خوش کن ہوتا ہے اور اثر
سارؔ اونکے اسباب راحت مین اعانت کرتا ہے برعکس اس کے
معتدل استیثار کا تارک زار و نزار آشفتہ خاطر پریشان دل
مریض اور ملول ہوتا ہے اور اوسکا اثر اقارب احباب و اصحاب کو
موذی ہوتا ہے "افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را" معتدل
استیثار کرنیوالے تنومند اور باقوت ہوتے ہین اونکو اپنے اعضا
و قوی کا استعمال مزہ دیتا ہے اور دوسرون کی مدد کرسکنا
اونکے اختیار مین ہوتا ہے مدد کرنے مین اونکو لطف آتا ہے
اور اس طور سے وہ دوسرون کے اسباب راحت مین معین ہوتے
ہین وہ حضرات جو معتدل استیثار کو چھوڑ کر زیادہ نفس کشی اور
ریاضت مین انہماک فرماتے ہین نہ اونمین اورون کے مدد کی

قوت رہتی ہے نہ مدد کرنا اونکو فرحت بخش ہوتا ہے بلکہ وہ اورونکی
جسمانی اور اخلاقی اور مالی مدد کی محتاج ہوکر قوم کی فردون کے
اسباب راحت کو گہٹا دیتے ہین معتدل استیثار مین کمی کرنیکا
ایک بہت خطرناک نتیجہ اور یہی ہوتا ہے اور ونکی مدد کرنا یا اونکو
خیرات دینا اسپر موقوف ہے کہ وہ مدد کے محتاج ہین اور اونکو
خیرات لینے کی ضرورت ہے اگر کسی قوم مین عادتاً خیرات دینے
والون کی تعداد بڑہے تو وہ صرف اوسی صورت مین بڑہیگی
جب اوس قوم مین خیرات لینے والون کی تعداد بڑہے اس سے
عیان ہے کہ معتدل استثیار کو ترک کرکے ایثار کرنا مقصود
اصلی کو فوت کر دیتا ہے اور قوم کے لئے مفید ہونے کے بدلے
ضرر کرتا ہے قوم مین بہیک مانگنے والے اور اونکی نسلین بڑہتی
ہین اور رفتہ رفتہ قوم کے اکثر افراد فضول ہوجاتی ہین استیثار
مین ہرگز تفریط نہ کرنا چاہیئے اوسمین تفریط اور ایثار مین افراط
کرنے سے نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ نہ صرف فاعل بیکار ہوجاتا ہے بلکہ
بہت سے بیکار اور سست فردین قوم مین پیدا ہوجاتی ہین
جنمین ایثار کی قوت نہین ہوتی اور جنکی زندگی خود اونپر اور
دوسرون پر وبال ہوجاتی ہے آخر کسی فرد کو ایثار مین افراط کرنا

تو اوسیوقت ممکن ہے جب اور فردین بشرط استیثار کرین جو فردون
معتدل استیثار مین مستقل ہونگی وہ اپنا بوجہ کسی پر کیون ڈالینگی اور
سوال کی ذلت کو کیون گوارا کرینگی۔ ہر کہ نان از عمل خویش
خورد+ منت حاتم طائی نبرد۔

کوئی فرد حد سے زیادہ نیکی جبہی کر سکتی ہے جب اور
فردون مین حد سے زیادہ برائی موجود ہو سخاوت مین افراط
صرف اوسیوقت ممکن ہے جب بھیک مانگنے والونکی افراط ہو جن
فردون مین فضائل کے افراط ہے اسکے محال ہے کہ باقی فردون
مین رذائل کی افراط ہو۔

استیثار کے اعتدال کا ایک عمدہ نتیجہ یہہ بھی ہوتا ہے کہ
معتدل فردین باقی فردون کے حقوق کا پورا لحاظ کرنے لگتی ہین
کیونکہ استیثار کی معتدل حد مقرر کرنیکے لئے یہہ بات پہلے مقرر ہونا
چاہئے کہ قوم کے تمام فردون کی حدود آزادی کے حدود کیا ہین
کہانتک ہر فرد اپنے اعمال مین آزاد ہے اور وہ کونسی حدین
ہین جنسے تجاوز کرنے کے بعد فاعل دوسرے کے حدود مین دست اندازی
کرنے لگتا ہے فطرتًا لذت طلب ہونے اور پیچیدہ عشرتی حالات
مین معتدل ایثار کی ضرورت سمجھہ سکنے کی وجہ سے عملا اخلاق نے

اکثر اسپر زیادہ زور دیا ہے کہ لوگون کے ساتھہ ہمدردی کرو اونکو خیرات و سخاوت کرو لیکن نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو عیان ہوتا ہے کہ مفرط ایثار بھی ویسا ہی گناہ کبیرہ ہے جیسا مفرط استیثار اور معتدل استیثار ویسا ہی فضیلہ حسنہ ہے جیسا معتدل ایثار۔ ایثار سے جیسا کہ بیان ہوا وہ ارادی فعل مراد ہین جنسے بجائے ذات فاعل کے اورون کو فایدہ پہونچنا اصلی مقصود ہو ایسے افعال کے نسبت یہہ کہنا بجا ہے کہ دنیا مین جب سے زیست نمودار ہوئی ہے تب ہی سے استیثار یعنی افعال نافع للذات جتنے ضروری ہین اوتنا ہی ایثار یعنی افعال نافع للغیر بھی ضروری ہین اگر ایثار یعنی نافع للغیر افعال مین تفریط ہو اور اولاد کی پوری پرورش نہو تو وہ کمزور ہوگی اور رفتہ رفتہ آیندہ نسلین فنا ہوجاوینگی۔

عشرتی ماحول پیدا ہوجانے کے بعد ایسی حالت باقی نہین رہتی کہ ایک فرد کو باقی فردون سے واسطہ نہو اور ایک کے شریف یا رذیل ہونیکا اثر اورون پر نہ پڑتا ہو ہر فرد کی راحت ایک حد تک باقی فردون کی راحت پر موقوف ہوجاتی ہے اور ہر فرد کی اذیت سے باقی فردین متاذی ہوتی ہین جس طرح سے جسم مین اگر ایک عضو مین درد ہو تو باقی اعضا چین سے نہین رہتے

اور اگر ایک عضو کمزور ہو تو اوسکی کمزوری تمام جسم پر اثر کرتی ہے ایسا
کسی قوم میں اگر ایک فرد بھی بیکار ہو تو ایک حد تک سب قوم پر اثر ہوگا
قوم مین ہر فرد کی راحت اور آسایش باقی سب کی راحت اور
آسایش پر موقوف ہو جاتی ہے تصاحب اور ربتعامل کی حالتمین
ہر فرد کو استیثار یعنی نافع للذات افعال کرنے کی پوری آزادی صرف
اوسیوقت ہوسکتی ہے جب باقی سب فرد ونکو استیثار یعنی نافع
للذات افعال کرنیکی پوری آزادی ہو اسی لیئے ہر فرد کو اگر اپنے نافع
للذات افعال مین پوری آزادی حاصل کرنا ہو تو اوسکو دیکھنا چاہیے
کہ اورون کو پوری آزادی نافع للذات افعال مین حاصل ہونیکے
وسائل موجود ہین خود اوسی کو عدل نہ کرنا چاہیے بلکہ دیکھنا چاہیے
کہ اور سب بھی عدل کرتے ہین جیسا اوسکو خود ظلم جلی وخفی سے
بچنا فرض ہے ویسا ہی یہہ بھی فرض ہے کہ وہ دیکھتا رہے کہ باقی
اور سب بھی ظلم جلی وخفی سے بچتے ہین اگر ایسی نگرانی مین غفلت
کریگا تو اوسکو خود نافع للذات افعال کرنے مین پوری آزادی
کبھی نہ ہوگی اون ملکون مین جنمین سلطنت اصول کے موافق
نہین ہوتی اور انتظام اچھا نہین ہے کسی فرد کو بھی نافع للذات
افعال مین پوری آزادی میسّر نہین ہوتی - ہر فرد کو اسی لیئے چاہیے

کہ (۱) خود عدل کرے۔ (۲) نگرانی کرے کہ اور افراد بھی عدل کرتے
ہین۔ (۳) اون عاملون کی جو عدل کے لئے قوم مین مقرر ہین
مدد کرے۔ یاد رہے کہ جس چیز سے سائر افراد کی تندرستی اچھی رہے
اوس سے فرد کو فائدہ پہونچتا ہے کیونکہ سائر افراد کی تندرستی
اچھی ہونے سے ضروریات زیست کا نرخ ارزان ہو جاتا ہے
اور ارزان نرخ سے فرد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی جو چیز سائر
افراد کو مرض سے بچاتی ہے اوس سے فرد کو فائدہ ہوتا ہے
کیونکہ اوس کے لئے مرض سے بچنے کے اسباب زیادہ ہو جاتے
ہین علی ہذا جس بات سے سائر افعال کی عقل کو ترقی ہو اوس سے
فرد کو فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اورون کی جہالت اور حمق سے
فرد کو روزانہ صدمے پہونچتے ہین۔ ایسے ہی جس چیز سے
اورون کے اخلاق مین برتری ہو اوسی فرد کو نفع ہوتا ہے
کیونکہ اورون ہی کے جرایم اور رذائل سے فرد کو اذیت پہونچتی
ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعامل اور تصاحب کے بعد ہر
فرد کو فقط اپنی ہی تندرستی اور عقل و خلق اور دولت کی
بہتری کی فکر نہ کرنا چاہئے بلکہ اورونکی تندرستی اور عقل و خلق
اور دولت کی زیادتی کی بہی فکر کرنا چاہئے ایک تندرست تمام

بیمار قوم میں کیونکر اچھا رہ سکتا ہے ایک عاقل کل جاہل قوم مین
اپنی عقل سے بجز کاہش کیا ثمرہ حاصل کرسکتا ہے ایک باخلق
شریف کروڑون بدخلق رذیلوں مین اپنی شرافت اور خلق سے
سوا مصیبتون کے اور کیا پا سکتا ہے علاوہ برین نافع للغیر افعال
مین تفریط کرنے سے جو اونکی مدح اور ہمدردی سے لذت ملتی ہے
اوسمین بہی کمی ہوتی ہے یہہ بہی قابل لحاظ ہے کہ بوڑہا ہونے سے
نافع للذات افعال کی قوت کم ہوتی ہے اور نافع للغیر کی طاقت
بڑہتی ہے پس اگر کوئی شخص نافع للغیر افعال کی عادت نہ ڈالے
تو نافع للذات کی قوت زائل ہونے کے بعد اوسکی زیست وبال
ہو جاتی ہے نوع انسان جب پوری ترقی کریگی اور تمام افراد
اپنے عشرتی ماحول سے مطابق ہو جاوینگے تب نافع للغیر افعال
صرف اولاد کے ساتھہ کرنا باقی رہجاویگا اور اور ونکے ساتھہ اوس
حالت مین جب سوء اتفاق یا مرض یا بلا مین گرفتار ہوکر وہ
خود نافع للذات افعال نہ کرسکین اور نافع للذات اور
نافع للغیر افعال مین تعارض جاتا رہے گا تو نافع للغیر
افعال بہی ویسی لذت دینگے جیسی نافع للذات افعال
دین گے۔

زیست

اس رسالہ مین زیست کا لفظ اکثر استعمال ہوا اگر اوسکی تعریف نہین ہوئی اب اوسکو بیان کرتا ہون دنیا مین بہت سی چیزین اور قوتین موجود ہین - ہوا ہے - پانی ہے - زمین ہے - معدنیات ہین - حیوانات ہین - نباتات ہین - روشنی ہے - حرارت ہے - برقی اور مقناطیسی قوتین ہین - ان سب کے ایسے مجموعے کو جو زیست پر اثر کرے ماحول طبیعی کہتے ہین -

بعض جاندار اپنے ماحول طبیعی کے زیادہ مناسب ہوتے ہین اور بعض کم جو زیادہ مناسب ہوتے ہین اونمین ایسی قوتین اور افعال موجود ہوتے ہین جنسے وہ اپنے تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے ایسا مناسب کر لیتے ہین کہ زندہ رہنے کے لئے ضروری افعال طبیعی ہوجاتے ہین اور اونکے کرنے مین کوئی اذیت نہین ہوتی - سرد ملکون کے رہنے والے کتون مین فطرت نے ایسی قوت دی ہے کہ جب زیادہ سردی ہو تب اونکے جسم پر بڑے بڑے بال جو اونکو سردی سے بچاوین نکل آوین اور اونکو زندہ رکھین

موسم مین جو تغیر ہوتا ہے اوس تغیر کے مناسب اگر اون کے تو نمین مناسب تغیر اندرونی نہو تو وہ زندہ نہ رہین یا قطب شمالی کے پاس کے ریچہہ سخت جاڑے کا موسم خواب سرما مین گزارتے ہین غذا اونکو اوس موسم مین نہین ملتی اور اگر جاگتے اور پھرتے رہین تو جسم کا بہت سا حصہ تحلیل ہوا ور بدل ما یتحلل نہ ملنے سے ہلاک ہو جاوین قدرت نے اونمین یہہ قوت دی ہے کہ وہ اوس موسم کو خواب سرما مین گزارین اور سکون کی حالتمین اپنے جسم کا کمترین حصہ تحلیل ہونے دین۔

وہ ریچہہ اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے مناسب کر کے جیتے رہتے ہین اگر اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے مناسب نکرتے تو ہلاک ہوتے۔ قطب شمالی کے گرد جو سمندر ہے اوسمین جاڑون مین برف جمتی ہے جسمین بطین بھی اس طور سے جم جاتی ہین جیسے گھی مین مکھیان لیکن زندہ رہتی ہین اونمین قدرت نے یہہ قوت دی ہے کہ گرمیون مین ضرورت سے زیادہ غذا کہا کے بہت سی چربی اپنے جسم مین بڑہا لیبن اور وہی چربی جاڑون مین جب وہ برف مین جم جاوین اور غذا کے لئے حرکت نکر سکین تب غذا کا

کام دے اور اونکو زندہ رکھے اگر وہ بطین اپنے اندرونی تغیر کو ماحول کے تغیرات سے مناسب نکرسکتی ہوتین تو زندہ نرہ سکتین۔ اونٹ مین بھی یہہ قوت ہے کہ مشق سے اوتنا پانی جو دس بارہ دن کے لئے کافی ہو ایک دن اپنے شکم مین بھر لیتا ہے اور روزانہ بقدر ضرورت اوسمین سے لیکر سیراب ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے مناسب نکرسکتا ہوتا تو دس بارہ دن تک بے پانی کے زندہ نرہ سکتا۔ بکریان تھوڑی دیر کو بھی چھوٹتی ہین تو وہ بہت سی پتّیان کھا کر اپنے پیٹ مین بھر لیتی ہین اور دیر تک جوگالی کر کے غذا بناتی ہین اگر اونمین اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے مناسب کرنے کی قوت نہ ہوتی تو اونکو جینا اور درندون سے بچنا زیادہ مشکل ہوتا کیونکہ دیر تک غذا کی تلاش مین پھرنا خطرے کو بڑھا دیتا۔

انسان دنیا مین سب ذیحیات حیوانون کے بعد پیدا ہوا ہے اوسکو دنیا مین سب سے کم زمانہ گزرا ہے اسلئے وہ اپنے ماحول طبیعی سے ویسا مناسب نہین ہے جیسے بعض اور جاندار ہین راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو جو افعال

ضروری ہین وہ سب اوسکے لئے مفید اور لذیذ نہین ہین
اس کے علاوہ انسان نے اپنی اون قوتون سے جو اوسمین
ودلیعت ہین ایک ایسا پیچیدہ عشرتی ماحول طبیعی ماحول مین
بڑہا دیا ہے جس سے اوسکی مناسبت ماحول سے اور بہی کم ہو گئی
ہے - اوسکی طبیعی خواہش تو یہہ ہے کہ راحت سے عمر طبیعی تک
ہمیشہ زندہ رہے اور اوسکا طبیعی و عشرتی ماحول ایسا پیچیدہ ہے
جسمین ہر قدم پر موت سے سامنا ہے ہر فعل جو راحت سے عمر طبیعی
تک پہونچنے کو ضرور ہے وہ پر تعب ہو گیا اور بہت سے فعل جو
کرنے کے وقت بہت ہی لذیذ معلوم ہوتے ہین فاعل کو مضر
اور بیماریون کا گہر اور اجل کا لقمہ بناتے ہین -

بیان سابق کی بنا پر زیست کی تعریف یہہ ہے کہ وہ
مجموعہ ہے چند تغیرات متعاصرہ اور متعاقبہ کا جو ماحول کے
متعاصرہ اور متعاقبہ تغیرات کے مناسب ہو - جتنا ہی جاندار کے
تغیرات متعاصرہ و متعاقبہ ماحول کے تغیرات متعاصرہ اور متعاقبہ
کے مناسب ہوتے ہین اوتنا ہی زیست اچھی ہوتی ہے
اور جتنا ہی ماحول کو زمان و مکان مین وسعت ہوتی ہے اور
جاندار کا تعلق اوسنے بڑہتا ہے اوتنا ہی زیست کے تغیرات

وسیع ہوجاتے ہین اور اسباب احت و اذیّت و زیست و موت
زیادہ ہوتی ہین مادّہ اولی مین جو ماحول کے مناسب ہوجانیکی
قوت ہے اوس سے قیاس ہے کہ رفتہ رفتہ آدمی اپنے طبیعی اور
عشرتی ماحول کے بالکل مناسب ہوجاویگا اور جب ایسا ہوجاوےگا
تب اوسکے افعال و شعور جو تینون زیستون کے رقبونکو زیادہ
کرین طبیعی اور لذیذ ہوجاوینگے مگر جب تک وہ حالت نہ پہونچے
تب تک افعال و شعور نہ ماحول طبیعی اور عشرتی کے مناسب
ہین نہ تعب اور اذیّت سے خالی ہوسکتے ہین۔

خلق کامل واضافی

معتقدین کون و فساد کو یقین ہے کہ اگر غیر مترقب واقعات نے
نوع انسان کو صفحہ ہستی سے مٹا نہ دیا اور دنیا اوسطرف ترقی
کرتی گئی جدہر اب چل رہی ہے تو ایک زمانہ ایسا ضرور آئیگا جسمین
نوع انسان اپنے طبیعی اور عشرتی ماحول سے بالکل مناسب
ہوگی اور صرف وہی افعال مفید ہونگے جو لذیذ ہون اور وہی
افعال مضر ہونگے جو موذی ہون۔ جب یہہ بات مان لیجاوے
کہ انسان کامل تصاحب کی حالتمین پہونچگیا اور اوسکی تمام
قوتین اور خواہشین اور افعال طبیعی اور عشرتی ماحول کے بالکل

مناسب ہوگئیں اور جو قوتیں اور خواہشیں اور افعال راحت اور
زیست کے اکمل ہونیکو درکار ہین وہ سب کے لئے لذیذ اور طبیعی
ہوچکے ہین تب ایسے آدمیون کے لئے ایسے تصاحب کی حالتین جو
علم الاخلاق مرتب ہوگا وہ کامل علم الاخلاق ہوگا اور جو علم الاخلاق
ناقص آدمیون کے لئے ناقص تصاحب ہین جیسے اب موجود ہین
مرتب ہوتا ہے وہ ناقص علم الاخلاق ہوتا ہے کامل علم الاخلاق کی
قضایا مانند اون قضایا کے ہونگے جو نقطہ اور خط و سطح ریاضی سے
بحث کرتے ہین اور جنمین واقع کے مطابق ہونیکی بحث نہین آتی
اور ناقص علم الاخلاق کے قضایا مانند اون قضایا کے ہونگے جو
نقطہ اور خط اور سطح طبیعی سے بحث کرتے ہین اور کبھی بالکل واقع کے
مطابق نہین ہوسکتے کچھہ نہ کچھہ فرق رہجاتا ہے جو خواص نقاط
و خطوط و سطوح و دوایر و کرات و مخروطات ریاضیہ کے بیان
ہوتے ہین وہ بالکل تجریدی قضایا ہوتے ہین اور اون مین
تفاوت نہین ہوتا مگر جب وہ خواص نقطہ مادی یا خط مادی
یا سطح مادی یا کرہ مادی سے متعلق کئے جاتے ہین تب بالکل واقع
منطبق نہین ہوتے بلکہ کچھہ فرق ہوتا ہے ایسا ہی حال کلیات
اخلاق کا ہے اگر انسان کامل کو مثل خط ریاضی کے ایسی قوم مین

فرض کرین جسکے سب انسان کامل ہون تو راست گفتاری
عدل احتراز از ظلم جلی وخفی بابت جتنے کلیات بناوین وہ سب
ٹہیک واقعہ کے مطابق ہونگے ۔ مگر جب انسان غیر کامل کو ایسی
جماعت مین لین جسمین اور افراد بہی کامل نہین ہین تب جو کلیات
علم الاخلاق کے ہونگے واقع مین اونکے مطابق برتاؤ نہو سکیگا ۔

اگر ایک انسان کی صحت طبا کامل ہو اور اوسکے تمام
اعضا و جوارح کامل الصحۃ اور تام ہون تو اوسکے تمام اعضا کی
اعمال و رباہمی تعامل کے جو اصول مقرر ہونگے اونمین فرق
نہوگا ہر عضو اپنا اپنا کام پورا پورا ٹہیک طور سے کرتا ہوگا لیکن
اگر ایک انسان کے تمام اعضا کامل الصحۃ نہون اور ناقص ہون
تب اوسکے تمام اعضا کے اعمال کے لئے جو اصول مرتب ہونگے
اونمین ضرور فرق پڑیگا ایسا ہی جماعہ کاملہ مین انسان کامل کے
برتاؤ کے اصول ٹہیک ہونگے اور ناقص انسان کے اعمال
ناقص جماعت مین اصول کے مطابق نہ ہونگے کچہہ نہ کچہہ فرق پڑیگا ۔

کامل انسان کو کامل قوم مین ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے
سچ سے فایدہ ہوگا اور جہوٹ سے نقصان مگر ناقص انسان کو
ناقص قوم مین ہمیشہ سچ ہی بولنے سے فایدہ نہین ہوتا

کبہی ضرر بہی ہوتا ہے کامل انسان کو کامل قوم مین ہمیشہ متدین ہونا چاہیئے متدین ہونے سے نفع ہوگا اور خیانت سے ضرر مگر ناقص انسان کو ناقص قوم مین ہمیشہ تدین سے فایدہ نہین ہوتا ضرر بہی ہوتا ہے-

زمانہ حال مین یورپ و امریکا مین سیاست مدن مین گو حکیم بہی کہتے ہین کہ راستبازی کو ہاتہہ سے نہ دینا چاہیئے لیکن علاقہ علت و معلول پیچیدہ ہونے سے بسا اوقات وہ لوگ جنکے ہاتہہ مین حل و عقد ہے قولا و فعلا جہوٹے ہوتے ہین اور پالسی کے مستحسن لفظ مین اسکو چہپا دیتے ہین-

علم الاخلاق کا موضوع

اگر ایک جزیرے مین ایک آدمی تنہا ہو اور اوس جزیرے مین جو چیزین ہون اون مین سے کچہہ راحت سے زندہ رہنے کو مفید ہون اور کچہہ مضر اور وہ اکیلا آدمی وہان راحت سے عمر طبیعی تک جینا چاہے تو اوسکو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ جہانتک اوسکے شخصی تجربہ اور عقل سے ہوسکے وہ مفید اور مضر چیزون کے اثر کو دریافت کرے اور پہر مفید چیزون سے فائدہ اوٹہائے اور مضر چیزون سے بچنے کی پختہ عادت ڈالے جتنا ہی اوسکا

جسم زیادہ تندرست اور پرزور اور اوس کے بیرونی اور
اندرونی قوے اچھے ہونگے اور جتنا ہی اوسمین ہر مفید سے فائدہ
اوٹھانے کی اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ہوگی اور جتنا ہی
اعتدال اور انتظام سے رہیگا اور جتنا ہی اوسوقت کے لئے
جسمین ہرج مرج سے کام نہ کرکے ذخیرہ سودمند چیزون کا
فراہم کرلیگا اوتنا ہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے
اسباب زیادہ ہونگے اور جتنا ہی اوسکی مطلق آزادی مین
جو اوسکو فائدہ اوٹھانے اور مضر سے بچنے کے لئے ہونا
چاہیئے کمی ہوگی اوتنا ہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے
کے اسباب کم ہونگے۔ اگر راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے
کے لئے ضروریات زیست کے لئے اوسکو روزمرہ پانچ
گھنٹہ محنت کرنا چاہیئے اور کوئی چیز اوسکو پانچ گھنٹہ محنت
کرنے سے باز رکھے تو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا محال
ہوگا۔ ایساہی اگر راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے لئے
اوسکو پانچ ہزار چیزون کے مفید اور مضر خاصیتون کا جاننا
ضروری ہو اور کوئی چیز اوسکو فقط تین ہزار چیزون کے
خواص جاننے دے باقی نہ جاننے دے تو بھی وہ راحت سے

عمر طبیعی تک نہ پہونچے گا ایسا ہی اگر کوئی چیز مفید چیزون
سے فائدہ اوٹھانے کی پختہ عادت پڑنے یا مضر چیزون
سے بچنے کی پختہ عادت پڑنے سے مانع ہو تو بہی راحت سے
عمر طبیعی تک پہونچنا نہین ہوسکتا۔

الغرض اگر کسی جزیرے مین کوئی شخص تنہا ہو تو اوسکو
راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کی کوشش مین جہانتک
ممکن ہو پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی ہونا چاہیئے۔
جسمانی آزادی سے جیسی اوسکے جیمین آوے اپنے اسباب راحت
کے لئے پوری محنت کریگا اور عقلی آزادی سے جہانتک اوسکی
عقل کام دیگی ماحول کی مفید اور مضر خاصیتین دریافت کریگا اور
اخلاقی آزادی سے پختہ عادت مفید کے کرنے اور مضر سے بچنے کی
ڈالیگا اور اسطور سے جہانتک اوسکی آزادی کو زیست مین
دخل ہے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھیگا اگر کوئی چیز اوسکے مطلق
آزادی مین کسی قسم کا رخنہ ڈالیگی تو وہ چیز اوسکو راحت سے
عمر طبیعی تک پہونچنے مین مانع ہوگی پوری آزادی اور راحت سے
عمر طبیعی تک پہونچنے مین جہانتک ازادی فعال کو دخل ہے
مستوی النسبت ہے جو چیز پوری آزادی کو کم کرتی ہے وہ

راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو بھی گھٹاتی ہے اگر ایسے شخص
کے لئے عمل کا کلیۃ الکلیات بنا دین تو کہینگے کہ راحت سے عمر
طبیعی تک پہونچنا چاہیے تو اوسکو پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی
آزادی چاہیئے یہہ بہی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ راحت سے
عمر طبیعی تک پہونچنے کی کوشش کا صرف اوسوقت ذمہ دار
ہوسکتا ہے جب اوسکو پوری آزادی ہو اگر اوسکو پوری آزادی
نہ ہو اور خود ہی سمجھہ بوجھہ کر سب کام نہ کرے تو وہ اپنے فعلونکے
نتیجون کا کیونکر ذمہ دار ہوگا - اگر کوئی شخص کسی اور کے بتانے
سے کوئی کام کرے تو عقلاً و اخلاقاً فاعل نتیجون کا ذمہ دار
نہین قانوناً بہی وہ بعض صورتون مین ذمہ دار نہین ایسے
تنہا باشندے کو تمام اون علوم کی ضرورت ہوگی جو اوس کے
جسم اور قوے اور عقل کو بقدر امکان بالیدہ کرین جو اوسکو
طبیعی ماحول کے مفید اور مضر خاصیتون سے آگاہ کرین جو
اوسکو مفید کے لینے اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنے مین
مدد کرین مثلاً علم ورزش علم طبیعات - علم طب - علم حفظ
صحت وغیرہ کا بقدر ضرورت جاننا ضرور ہوگا جن علمون کے
موضوع اوس جزیرے مین موجود ہین اور جنکا مفید یا مضر اثر

اوسکی راحت یا زیست پر ہوتا ہے اون موضوعون کے صحیح علمون کا جاننا اوسکو ضرور ہوگا۔ اگر ان سب علمون سے چند ایسے کلیات بناوین جنکے جاننے پر راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا موقوف ہو اور اون کلیات کے علم کا ایک نام رکہین تو وہ علم الاعتدال ہوگا جنکے علم پر طبیعی ماحول مین راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا موقوف ہو۔ عملی غرض علم الاعتدال کی اون کلیات پر عمل کے پختہ عادت ڈالنا ہوگی۔

ایسا تنہا باشندہ فقط طبیعی ماحول مین رہتا ہے عشرتی ماحول کا اوسکے جزیرے مین وجود ہی نہین اوسکے اولاد نہین ہے اسلئے اوسکو ایسے علم کے جاننے کی ضرورت نہین جس سے اولاد کو براحت عمر طبیعی تک پہونچانے مین مدد ملے نہ وہان اور باشندے ہین نہ اوسکو تعامل و تصاحب کا علاقہ ہے نہ ایسے علم کے جاننے کی حاجت ہے جس سے معلوم ہو کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین اوسکے کونسے ارادی افعال کا اثر اور باشندون کے اور اونکی اولاد کی زیست پر کیا ہوگا اور نیز اونکی زیست پر بحیثیت فرد متصاحب و متعامل کے کیا ہوگا ایسے علم کا جاننا اوسکو عبث ہے اوسکے جزیرے مین ایسے علم کا موضوع پیدا ہی

نہین ہوا۔ اوس تنہا باشندے کو عاقل یا احمق یا عالم یا فاضل یا مقتصد یا مُفرط یا مُفرّط کہہ سکتے ہین مگر اوسکو صاحب خلق یا کج خلق نہین کہہ سکتے ان صفتون سے وہ اوسیوقت متصف ہوگا جب بہت سے آدمی باہم ہون اور اوس کے افعال سے اونکی زیست اور راحت پر اثر پڑے۔

قانون الٰہی مستحق کو دیتا ہی

یہہ بیان کر چکا ہون کہ آدمی کے ارادی فعلون کو لذت و زیست اور اذیت و قوت مین دخل ہے یہہ بھی بیان کر چکا ہون کہ طبیعی ماحول مین اگر کوئی ادمی تنہا ہو تو اوسکو عمر طبیعی تک پہونچنے مین کوشش کرنے کو پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی ہونا چاہیے اپنی جسمانی قوت اور علم اور تربیت سے جتنا ہی وہ اپنے ماحول سے موافق ہوگا اوتنا ہی اوسکو عمر طبیعی تک پہونچنے مین احتمال غالب ہوگا اور جتنا ہی موافقت مین کمی ہوگی اوتنا احتمال ضعیف ہوگا اس ضمن مین قانون فطرت کی ایک کلیہ کا بیان جسکی اچھی طرح سے نہ سمجھنے سے آدمیونکو اپنا کردار مقرر کرنے مین بہت غلطیاں ہوتی ہین ضروری معلوم ہوتا ہے۔

وہ کلیہ یہہ ہے کہ قالون الہی مستحق ہی کو دیتا ہے غیر مستحق کو نہین دیتا مستحق سے مُراد وہ شخص ہے جسنے قانون قدرت کے مطابق مطلوب کے حاصل کرنے مین صحیح محنت کی ہو من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا (جو شخص اچھا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو بُرا کرتا ہے اوسیکو اوسکا ضرر ہوتا ہے)۔

جس عالم مین آدمی رہتے ہین اوسمین بہت سی مرکبات مادہ وقوت مانند معدنیات وحیوانات ونباتات وآب وہوا اور بہت سی قوتین مانند نور حرارت برق مقناطیس حرکت وغیرہ موجود ہین اونمین سے بعض آدمی کو مفید ہین اور بعض مضر خود آدمی مین ایسی قوتین موجود ہین جن سے وہ مضر اور مفید کو جانے اور مفید کو لے اور مضر سے بچے اور اوسکے ارادی فعلونکو مضر اور مفید کے جاننے اور پہلے سے بچنے اور دوسرے کے حاصل ہونے مین دخل ہے واقعات مذکورہ کے لئے قانون الہی یہہ ہے کہ جس مفید چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو اوسکے لئے صحیح طریقون سے محنت کرو تو جہانتک ارادی فعلون کو اوسکے ملنے مین دخل ہے وہ چیز ضرور ملیگی اور اگر کسی مفید چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو اور اوسکے لئے چند ارادی فعل ناگزیر ہون

توجب تک وہ ارادی فعل نہ کروگے وہ چیز نہ ملیگی صحیح محنت کر لینیکے بعد عامل فطرتاً مطلوب کے ملجانیکا سزاوار ہوجاتا ہے اور اگر کوئی خارجی مانع پیش نہ آوے تو مطلوب کے ملے نہین رہتا جب وہ سب اسباب جو مطلوب کے علت تامہ مین اکھٹا ہوگئے تب مطلوب کا نہ ملنا کیون محال نہوگا۔

جزیرے کے تنہا باشندے سے اگردس قدم کے فاصلے پر ایک چشمے مین پانی بہا ہو تو جتنے ارادی افعال اوسکو پانی تک پہونچنے مین کرنا چاہیئے نے اونکے اوسکو پانی نہ ملیگا ایسا ہی اون افعال کے بعد اور کوئی خارجی مانع پیش نہ آوے تو پانی کا نملنا محال ہوگا۔ اگر وہ کسی جانور کا شکار کرنا چاہے تو جتنے اسباب شکار کر لینے کے اوسکے اختیار مین ہین وہ سب فراہم نہ کرلے تب تک وہ شکار مین کامیاب نہوگا اگر اوسکو رہنے کیلئے جہوپڑا بنانا ہو تو تمام اون چیزون کے موجود ہونے کے بعد جتنے جہوپڑا بن سکتا ہے جب تک وہ سب اون ارادی افعال کو نہ کرلیگا بے جنکے جہوپڑا نہین بنتا تو جہوپڑا ہرگز نہ بنے گا۔ یہہ قانون الہی عدل حقیقی ہے انسان جتنی قوت کسی مطلوب کے حاصل کرنے مین صرف کرتا ہے اوس صرف شدہ قوت کا عدل یعنی بدلا

اوسکو مطلوب کی صورت مین ملجاتا ہے اور محنت اگر قوانین
فطرت کے موافق ہو توکبھی رائگان جا ہی نہین سکتی۔

سابق الذکر قانون قدرت کے مقابلے مین بہت سے
انسانی قانون ہین جنمین مستحق کو پوری محنت کے بعد مطلوب نہین
ملتا اور غیر مستحق کو بلا کسی یا کافی محنت کے کبھی اورون کی عمر بہر کی
جانفشانیون کا صلہ ملجاتا ہے یہی انسانی قوانین ہین جو بہت
سی سیاسی موانع لوگون کی راہ مین ڈالکر مستحقونکو مطلوب تک نسے
اور اہل استحقاق کو کوشش سے باز رکہتے ہین اور خلافت الافق
مین کوتاہ اندیشی سے رخنہ ڈالتے ہین مگر انسان کیا اور اوسکی
مجال کیا جو قانون قدرت سے لڑے آخر مین قانون قدرت ہی
غالب ہوتا ہے اور عدل حقیقی کے سامنے جعلی ظلم یون اڑجاتا ہے
جیسے آفتاب کے سامنے شبنم جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل كان زهوقا (آیا حق اور مٹ گیا باطل
بتحقیق کہ باطل مٹنے ہی والا تھا) کا اثر نظر آنے لگتا ہے صراط
مستقیم پر وہی ہین جو قانون فطرت کو دستور العمل بنا دین اور
اپنی ناعاقبت اندیشی سے اوسمین راندازہون دنیا کی
تاریخ کو غور سے دیکہین تو اونکو نظر آویگا کہ جو افراد و اقوام اپنی

قوت بازو سے فطرتی اصول راستباری و اخلاص و عدل و
اعتدال و احسان کے پابند ہو کر دنیا کی نعمتون کے حاصل کرنے
مین دل توڑ کر محنت کرتے ہین وہی آخر کو کامیاب ہوتے ہین اور
جو افراد و اقوام اوسکی مخالفت کرتے ہین گو اونکو سرسری رواج
اور کامیابی ہو لیکن آخر کو اونکا پردہ فاش ہوتا ہے اور عدل
حقیقی اون غیر مستحقون سے مغصوب نعمتونکو چھین کر اون کو
دیتا ہے جو مستحق ہون یہہ بہی عبرت کی بات ہے کہ قانون
انسانی جو نعمت اور دولت اور عزت و شان غیر مستحقون کو
دیتا ہے اوس سے غیر مستحق کو مناسب تمتع نہین ہوتی قومونکو
اپنے قوانین بنانے مین قانون قدرت کو پیش نظر رکہنا چاہئے
اور اوس صراط مستقیم سے جو فطرت نے حصول مطلوب کے لئے
مقرر کیا ہے بھٹکنا نہ چاہئے اگر قومین اوس قانون فطرت کو
اپنا رہنما بنا کر تمام ایسے موانع کو جو آدمیونکو اپنے جایز مطلوب کے
حاصل کرنے مین سد راہ ہوتی ہین اوٹھادین تو یاد رکہین کہ پیہ
اور اریون جالون کا تلف ہونا موقوف ہو جاوے قومون کا
لڑنا اور لڑنیکو آمادہ رہنا دنیا سے اوٹھ جاوے اور دنیا
قسط و عدل سے بہر جاوے اور قانون فطرت کے اثر سے صلح تر

انسان دنیا کے وارث ہوجاوین قومونکو بجائے ایسے قوانین بنانے اور اونکے نافذ کرانے مین پدموں روپیہ اور اربون جانون کے تلف کرنے کی اپنی کوشش اس طرف مصروف کرنا چاہیئے کہ دنیا مین بیماریان کم ہوجاوین تنگدستی کے اسباب گھٹ جاوین آدمیونکی جسمانی اور عقلی اور اخلاقی صحت اونچی ہوجاوے راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے اسباب بڑھ جاوین مسلمانون مین ۲ آیات نستعین (تجہہ ہی سے ہم مدد چاہتے ہین) عبادت کا جز ہے اگر نظر غائر سے اسکے معنی سمجھے جاویں تو یہہ ہوسکتے ہین کہ ہم انسان اور اوس کے مصنوعی قانون سے مدد نہین چاہتے بلکہ تجہی سے اور تیرے عدل حقیقی کے قانون سے مدد چاہتے ہین اچھے مطلوبون کے حاصل کرنے مین سچے دل سے اوتنی محنت کرتے ہین جلتنی تیرے قانون کے موافق حصول مقصود کو کافی ہے اور مقصود کے ملنے مین تجہی پر بہروسا کرتے ہین۔ لیکن یاد رہے کہ نستعین کا زبان پر لانا اوسیوقت سچ ہوسکتا ہے جبکہ آدمی زبان ہی سے نہ کہے بلکہ حصول مقصود کے لئے سچے دل سے قانون فطرت کے موافق محنت کرے اور حصول مطلوب مین اپنے معبود پر بہروسا کرے آدمی جب

کوئی کام کرے تب وہ ہمین مدد چاہ سکتا ہے اگر ہاتھہ پر ہاتھہ دہرے بیٹھا ہو تو وہ کیسے مدد چاہ سکتا ہے۔

علم الاخلاق کے موضوع کا ظہور

جب بہت سے آدمی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے اور آیندہ نسلونکو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچانیکی غرض سے ملکر رہتے ہین اور تعامل کرتے ہین تب علم الاخلاق کا موضوع پیدا ہوتا ہے۔ اوسکا موضوع وہ ارادی افعال ہین جو تصاحب اور تعامل کی حالت مین شخصی اور اہلی اور نوعی زیست پر اثر کرین۔ یہہ اثر یا تو زیست کے باقی رکہنے مین ہوگا یا اوسکے بہتر کرنے مین۔ اگر باقی رکہنے مین ہوگا تو تعامل کے تحت مین آویگا اور اگر ترقی دینے مین ہوگا تو تعاون کے تحت مین۔

علم الاخلاق کا وہ حصہ جو تعامل کے ارادی افعال سے بحث کرتا ہے علم العدل ہے اور وہ حصّہ جو تعاون کے ارادی افعال سے بحث کرتا ہے علم الاحسان ہے۔ یہہ دونو حصّے اون ارادی افعال سے بحث کرتے ہین جنکا اثر بلا واسطہ اورون پر ہے اور بواسطہ فاعل کے ذات پر ایسا ہے ایسے ہی ارادی افعال تعامل اور تعاون کیحالت مین

ہوتے ہین جنکا اثر بلاواسطہ فاعل کی ذات پر ہوتا ہے اور بواسطہ اورون پر یعنی وہ ارادی افعال جو آدمی عشرتی ماحول مین اپنی زیست کو راحت سے طبیعی حد تک پہونچانے مین کرتا ہے ان افعال سے علم الاعتدال مین بحث ہوتی ہے۔

جب راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے اور آیندہ نسلونکو عمر طبیعی تک براحت پہونچانے کے لئے بہت سے لوگ باہم رہتے ہین تب اون مین تعامل اور تعاون شروع ہوتے ہین یعنی کل جتنے کام شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کے باقی رہنے اور بہتر ہونیکو ضرور ہین اون کو لوگ آپسمین علی قدر مراتب بانٹ لیتے ہین ہر شخص سب کامون مین سے تہوڑے خود اپنے لئے کرتا ہے اور باقی تمام اور لوگون کے لئے جو کام وہ باقی تمام لوگون کے لئے کرتا ہے اوس کے بدلے اورون سے وہ کام جو اوسکو اپنے لئے خود کرنا چاہئے تہا کرالیتا ہے۔ ہر قوم مین بعض غلہ کپڑا وغیرہ ضروریات زیست پیدا کرتے ہین بعض اونکو تجارت کے ذریعہ سے اور لوگون تک پہونچاتے ہین بعض تعامل کے راستے مقرر کرتے ہین اور بیرونی و اندرونی دشمنون سے بچاتے ہین بعض اونکو طبیعی

اور عشرتی ماحول کی مفید اور مضر موجودات سے واقف کرتے ہین بعض اونکو مفید کے لینے اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنے مین مدد کرتے ہین بعض اونکو مرضون سے بچانے اور اونکا علاج کرنے مین نفع پہونچاتے ہین بعض اونکو دولت اور اسباب راحت ولذت کے بڑہانے مین معین ہوتے ہین۔

تصاحب اور تعامل سے جو مطلق آزادی جزیرہ کے تنہا باشندہ کو تہی اوس مین بڑا انقلاب ہوتا ہے۔ تنہائی مین جو اوسکا جی چاہتا تہا وہ کرسکتا تہا تصاحب مین ایسا ممکن نہین ہوتا اورون کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ تنہائی مین صرف اپنی زیست راحت سے بسر کرنے کی فکر ہوتی ہے تصاحب مین اولاد کی زیست کی اور نیز نوع انسان کے زیست کی فکر بڑہجاتی ہے۔ اورون کے موجود ہونے اور سب کو اولاد اور نوع کی زیست کی بقا اور ترقی کی فکر ہوجانے سے اوس مطلق جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی مین جو جزیرے کے تنہا باشندہ کو ہوتی ہے دو شرطین بڑہ جاتی ہین۔

پہلی شرط یہہ بڑہتی ہے کہ کوئی فرد کسی دوسری فرد پر ظلم جلی نہ کرے ظلم جلی سے وہ افعال مُراد ہین جو کسی فرد کے

جان جسم صحت عافیت کو ضرر کرین یا اوس کے مال کو اوسسے بے اوسکے دئے لیلین۔

دوسری شرط یہہ بنہتی ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے فرد پر ظلم خفی بہی نہ کرے ظلم خفی سے وہ افعال مرادہین جن سے کوئی فرد کسی دوسرے فرد کی محنت یا مال لیکر معاوضہ نددے مزدور کی مزدوری نہ دینا۔ سودیکی قیمت نہ دینا۔ معاہدہ کرکے پورا نہ کرنا۔ دغا فریب سے مال لیلینا وغیرہ ظلم خفی کی مثالین ہین۔

آزادی مطلق مین دونون مذکور شرطون کے لگانیکے بعد علم الاخلاق کا کلیتہ الکلیات یہہ ہوتاہے کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین تینون زیستون کی بقا اور اونکے رقبے بڑہنے کے لئے ہر فرد کو اپنے اون فعلونمین جو تینون کے لئے مفید ہین پوری آزادی ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ پوری آزادی دوسرون کی پوری آزادی مین مخل نہو اور کوئی فرد کسی دوسرے فرد پر ظلم جلی یا خفی نہ کرے یعنی ہر ایک کو محدود آزادی ہو۔

جہانتک محدود آزادی بقاء زیست مین مخل کہتی ہے

وہانتک تعامل ہے اور جب اوسکو رقبہ زیست بڑھانیمین
دخل ہے تب تعاون ہے جب ہر فرد کے ارادی افعال
جو زیست مین دخل رکھتے ہین اس اعتبار سے کئے جاوین کہ
وہ فاعل کی زیست کو راحت سے طبیعی حد تک پہونچاوین
تب وہ نافع للذات ہین اور جب اس اعتبار سے کئے جاوین
کہ اون سے اورون کو فایدہ ہو تب نافع للغیر لیکن آدمی مین
راحت پسند اور صحبت پسند ہونا دونون طبیعی ہین اور یہی
تمام اون افعال کی بنا مین جنکو زیست پر اثر ہے اس لئے
افعال نافع للذات اور نافع للغیر باہم ایسے وابستہ ہین کہ ایک
دوسرے سے جدا نہین ہوسکتے تصاحب اور تعامل کیحالت
مین جتنے نافع للذات افعال واجب ہین اوتنے نافع للغیر بھی
واجب ہین جو لوگ فقط نافع للذات افعال کرتے ہین اور
نافع للغیر کو چھوڑ دیتے ہین وہ تصاحب اور تعامل کو برہم
کرکے قوم کو تباہ کرتے ہین اور خود بھی ہلاک ہوتے ہین۔ ایسا
جو لوگ اپنا اکثر وقت نافع للغیر افعال مین گذارتے ہین اور
ضروری نافع للذات افعال کی پروا نہین کرتے اونکی تندرستی
بگڑتی ہے وہ تنگدست ہوتے ہین اونکی اولاد کمزور ہوتی ہے

اونکی نسل قطع ہوتی ہے اور جس قوم مین ایسے افراد کثرت سے ہون وہ قوم نیست ونابود ہوجاتی ہے۔

بیان گزشتہ سے ظاہر ہے کہ علم الاخلاق وہ علم ہے جو آدمیون کے اون ارادی افعال سے بحث کرتا ہے جو وہ تصاحب اور تعامل کی حالتمین کرین اور جنکو شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کے بقا اور اونکے رقبون کے بڑہنے مین دخل ہو علم الاخلاق کا موضوع وہ ارادی افعال ہین جو تصاحب اور تعامل کیحالت مین صادر ہون اور شخصی اور نوعی اور اہلی زیست کی بقا اور اون کے رقبون کی کمی بیشی مین موثر ہون علم الاخلاق کی علمی غرض اون کلیات کا بنانا ہے جنسے تصاحب اور تعامل کی حالت مین ارادی افعال کا اثر شخصی اور اہلی اور نوعی زیست اور اون کے رقبون پر معلوم ہو۔ علم الاخلاق کی عملی غرض تصاحب اور تعامل کی حالت مین ایسے افعال کی پختہ عادت کا حاصل کرنا ہے جس سے مفید افعال طبعًا صادر ہون اور مضر افعال صادر نہون۔

علم الاخلاق کے تین حصے ہین۔ علم الاعتدال۔ علم العدل۔ علم الاحسان۔ علم الاعتدال اون افعال ارادیہ سے بحث کرتا ہے

جو طبیعی اور عشرتی ماحول مین اوسکی زیست پر بلا واسطہ موثر
ہون اور ون کی زیست پر بواسطہ۔ علم العدل ون افعال
ارادیہ سے بحث کرتا ہے جبنسے تعامل ٹھیک ہو۔ علم الاحسان
اون ارادی افعال سے بحث کرتا ہے جبنسے اورون کی زیست
مین ترقی ہو۔

علم الاعتدال

آدمی کی ساخت اور اوسکے مرکب ماحول کی اقتاد
ایسی ہے کہ بعض ارادی افعال سے اوسکو لذت ملتی ہے
اور بعض سے اذیت ہوتی ہے بعض براحت عمر طبیعی تک
پہونچنے مین معین ہوتی ہین بعض سے مرض یا موت کا
سامنا ہوتا ہے یہی ارادی افعال جو مرکب ماحول مین آدمی کی
زیست و راحت کی علت ناقصہ ہوتے ہین علم الاعتدال کا
موضوع ہین۔
شخصی اور نوعی تجربہ سے پتہ لگانا چاہئے کہ کونسے ارادی
افعال زیست اور راحت کو بڑہاتے ہین اور کون سے افعال
زیست اور راحت کو کم کرتے ہین اور ایسا پتہ لگانے کے بعد
علم الاعتدال کے اصول و کلیات مرتب ہونگے اون کلیات پر

عمل کرنیکی پختہ عادت ڈالنا چاہیے تاکہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین بقدر طاقت بشری کوشش ہو یہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا علم الاعتدال کی عملی غرض ہے۔

انسان کی ساخت اور ماحول کی افتاد کا یہہ اثر ہے کہ انسان کو جیتا رہنے کو محنت کرنا لازم بہی ہے اور محنت کرنے سے انسان تہک بہی جاتا ہے اور کسی عضو سے مفرط محنت لے تو وہ عضو بیکار ہو جاتا ہے اس لئے انسان کو اپنے جسم اور قوتون سے کام تو ضرور لینا چاہیے لیکن اوتنا ہی جتنا راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین کارآمد ہو اتنا زیادہ کام ہرگز نہین لینا چاہیے جس سے براحت عمر طبیعی تک پہونچنے مین خلل پڑے اور فاعل کمزور یا بیمار یا بیکار ہو جائے یا قبل از وقت مرجائے محنت کے فقط ایسے ہی افراط سے پرہیز لازم نہین ہے جس سے فاعل خود کمزور یا بیکار ہو جائے بلکہ ایسی مفرط محنت سے بہی بچنا چاہیے جس سے فاعل کی اولاد کمزور یا مریض پیدا ہو اور اگر فاعل کو نوع انسان کی بہبودی مدنظر ہو تو خوب یاد رکہنا چاہیے کہ اوسکو اپنے جسم اور قوتون مین فقط عمری یعنی حق

حین حیات حاصل ہے اور قالوں فطرۃ سے اوسکی اولاد اوسکے جسم و قوے کے ایسی ہی وارث ہوتی ہے جیسے قالون انسان سے اوس کے مال و متاع کے اگر فاعل اپنے جسم اور قولوں کی پوری حفاظت نہین کرتا اور اپنے ارادی فعلون سے اوسکو کمزور یا بیکار کر دیتا ہے تو وہ اپنے اعقاب کو ادنی قسم کا ترکہ چھوڑتا ہے اور اپنے برے افعال سے نوع انسانکو ضرر پہونچاتا ہے۔

ہر شخص کو اپنے جسم و جان اور قولوں کی پوری خبر گیری اسلئے بھی لازم ہے کہ جو لوگ اپنے جسم و جان اور قولوں کی خبر گیری نہین کرتے وہ بیمار و نادار اور بیکار ہو کر اورون پر وبال ہوتے ہین اور اپنے زندہ رہنے کا ناجائز اور نازیبا بوجھ اورون پر ڈالتے ہین معتدل اینتار سے زیادہ کام لیکر اپنے جسم اور قولوں کو کمزور کرتے ہین اور نوع انسان کی کمزوری اور فنا مین شریک ہوتے ہین موجودہ گزشتنی حالتمین جتنی محنت راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو لازم ہے وہ تعب ضرور ہے لذت بخش نہین ہے مگر عاقل کو اس تعب اور اذیت کو حد سے زیادہ گزرنے دینا

اخلاقاً ناجائز ہے افراط محنت سے اوسکو ضرر ہوگا اوسکی اولاد کو ضرر ہوگا اور نوع انسانکو ضرر ہوگا۔

جیسے اس مرکّب ماحول مین ہر فرد کو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے واسطے متعب محنت کرنا لازم ہے ویسا بقدر ضرورت آرام کرنا اور سونا بھی فرض ہے اس گزشتنی حالت مین آرام اور سونے کی حد فاعل اپنی شخصی خواہش سے مقرر نہین کرسکتا جتنا طبّی تجربہ نے کافی سمجھا ہے اوس مقدار کو اپنی شخصی خواہش سے ملا کر ایک حد مقرر کر لینا چاہیے۔

فقط استیثار ہی کے اعتبار سے آرام اور سونا فرض نہین ہے بلکہ ایثار کے لحاظ سے بھی دونون فرض ہین کم آرام کرنے اور کم سونے سے آدمی کی تندرستی بگڑجاتی ہے اور وہ اپنے ضروری افعال مین قاصر ہوکر اورون پر وبال ہوتا ہے اپنی اولاد اور نوع انسان کو نقصان پہونچاتا ہے اگر ایسے افراد کی کثرت ہوجائے تو نوع انسان جلد صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔

آب وہوا و غذا

تجربہ شاہد ہے کہ آدمی کو تندرست زندہ رہنے کیلئے صاف ہوا۔ خالص پانی۔ اور جید الغذا کھانیکی ضرورت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اپنی عمر کا جتنا زیادہ حصہ ممکن ہو صاف ہوا مین بسر کرے دیہات مین یہہ بات آسان ہے بڑے شہرون مین مشکل ہے مگر ہر عاقل کا فرض ہے مشوب ہوا سے اوتنا ہی بچے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے بچتا ہے مشوب ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے صاف ہوا کے بعد خالص پانی کا مرتبہ ہے جہانتک ہوسکے غیر خالص پانی سے پرہیز کرنا فرض عین ہے آب وہوا کے بعد کھانیکا مرتبہ ہے لذیذ اور جید الغذا کھانا سیر ہو کر کھانا لازم ہے وہ نافع للذات بھی ہے اور نافع للغیر بھی اول تو سیر ہو کر کھانے سے جو لذّت اور فرحت ہوتی ہے وہ بہت گران بہا ہے اور جو مدد اوس سے تنومند اور صاحب قوۃ ہونےمین اور اپنے زیست اور ایثار کے افعال کرنے مین ملتی ہے وہ اور بھی زیادہ قابل قدر ہے ظاہر ہے کہ تمام کامون کا کرنا تندرستی اور قوۃ پر موقوف ہے اور وہ دونون جید الغذا

اور کافی کہانون پر اسلئے غذا کی عمدگی اور تنوع علم الاعتدال
مین پسندیدہ ہے جس طرح سے جید الغذا سریع الہضم اور لذیذ
اور گوناگون کھانا سیر ہو کر کہانا اپنے اور اپنی اولاد اور نوع
انسان کی زیست اور صحۃ اور راحت کے لئے لازم ہے
ویسا ہی ردی الغذا البطی الہضم اور بدمزہ کہانا اور ضرورت
سے کم اور زیادہ کہانا اپنی اور اولاد اور نوع انسان کی
زیست اور راحت وصحت کو مضر ہے طبی اور ذاتی تجربہ
اسبات کو ثابت کرتا ہے بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت
عمدہ سادہ کہانا سیر ہو کر کہانا راحت سے عمر طبیعی تک
پہونچنے مین بہت مدد کرتا ہے اور اولاد اور نوع انسان
کی زیست و راحت وصحت مین نافع ہوتا ہے ضرورت سے
کم کہانا یا بدمزہ کہانا یا چونی بھوسی پر قناعت کرنا جسکو بعض
حضرات خصلت حسنہ گمان فرماتے ہین بالکل غلط خیال ہے
ایسا شخص اپنا اپنی اولاد کا اور نوع انسان کا دشمن ہے
ایسا ہی وہ حضرات جو لذت بخش مگر مضر کہانے کو مقصود
زندگانی سمجھتے ہین سیدھی راہ سے الگ ہین لذیذ کہانو نکی
افراط مین اول تو اسراف ہے اوسی کے ساتھ امراض اور

اولاد اور نوع انسان پر ظلم عظیم ہے ۔

کھانے کے ضمن مین لباس و مکان و سامان مکان کا ذکر مناسب ہے

آدمی کو یہہ اصل ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ فطرت نے بہت تہوڑی سی قوت آدمی مین ودیعت رکھی ہے جو کچھہ وہ کرسکتا ہے اوسی قلیل قوت کی صرف سے کرسکتا ہے اور اوسکا صرف کرنا یا تو فاعل اور دیگر افراد کی زیست کو مفید ہوتا ہے یا مضر کبھی ایسا نہین ہوتا کہ نہ مفید ہو نہ مضر بلکہ عبث ہو یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو دولت حاصل ہوتی ہے وہ بھی انسانی قوت کے صرف سے حاصل ہوتی ہے اسلیئے ہر فرد کو کسی کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کام جسمین فاعل اپنا وقت اپنی قوت اپنی دولت صرف کرتا ہے وہ فاعل اور باقی فردون کے زیست کیلئے مفید ہے یا نہین اخلاقاً اونہین کا کرنا حسن ہے جو مفید ہون اور اونہین کو فضائل کہینگے اور اونکا کرنا جو مضر ہون قبیح ہے اور اونہین کو رذائل کہینگے تمام افراد کو اخلاقاً وہی کام

کرنا چاہیئے جو زیست کو مفید ہون اور آسودہ ہے لباس و مکان و
سامان مکان وغیرہ مین ہر شخص کو منفعت کو زینت پر ترجیح
دینا چاہیئے۔ ایسا ملبوس و مسکن و سامان مہیا کرنا چاہیئے جس سے
بقدر ضرورت راحت ملے آرائش و نمایش فضول سے پرہیز کرنا
چاہیئے مثلاً لباس مین سادگی فرض ہے اوسکے ساتھہ لباس ایسا
چاہیئے جو جسم کو چھپاوے اور گرمی و سردی سے بچاوے اور
جسم کو گوارا ہو بقدر امکان بالکل صاف ہو ہرگز ایسا چست نہو
جس سے اعضا کی فطرتی ساخت مین فرق آوے اور خون کے
دورے مین ہرج ہو ان صفات کے بعد اگر خوشنما ہو تو مضائقہ
نہین لیکن لباس کے گران بہا اور خوشنما کرنے مین افراط کرنا
علی الاعتدال مین بہت قبیح ہے اول تو گران بہا اور خوشنما
کرنے مین بہت سا وقت اور دولت اور قوت صرف ہوتی ہے
جلنسے کوئی حقیقی نفع شخصی و اہلی اور نوعی زیست کو نہین
پہونچتا بلکہ ضرر ہوتا ہے دوسرے لباس فاخرہ سے انسان
دوسرون پر بیجا برتری ظاہر کرکے اونکے دلونکو ستاتا ہے
تیسرے بجائے اسکے کہ لباس جسم کی حفاظت کرے بہت سا
وقت پہننے والیکا لباس کی حفاظت مین صرف ہوتا ہے

اور اوسکی زیست پر برا اثر پڑتا ہے کاش لوگ سمجھین اور
وہ وقت اور دولت اور قوت جو لباسون کے مصنوعی
خوشنمائی اور گران بہائی مین صرف کرتے ہین وہ نوع انسانکے
جہل اور رذل اور بدصورتی اور کمزوری اور افلاس اور
امراض کے گہٹانے اور اوسکے علم اور شرف اور جمال اور قوت
اور دولت اور صحت کے بڑہانے مین صرف کرین اگر عقل سے
کام لیا جاوے تو اسمین شبہہ نہین کہ وہ گمراہ اور مضر اور
مصنوعی مذاق جو مفرط زرق برق اور گران بہا لباس کو
پسند کرتا ہے اخلاقی گناہ کبیرہ ثابت ہو اصل مین ایسا مذاق
نوع انسان کے تنزل کے اسباب مین سے ہے اور جو لوگ
اوسمین انہماک کرتے ہین وہ نوع انسان کے دشمن ہین اگر
صحیح تعلیم و تربیت سے ہمارے مذاق کجی کو چہوڑ کر سیدہی راہ پر
آوین تو دیکہین کہ صاحب جمال تندرست با علم و عمل مرد
و عورت سادے اور ستہرے لباس مین پر تکلف اور زرق
برق لباس کے بہ نسبت ہزار گونہ زیادہ بہلے معلوم ہوتے ہین۔
جو کچہہ لباس کے بابت عرض ہوا زیور سے بہی متعلق ہے
بدمون روپیہ کا زیور جو دنیا مین اسوقت ہے اتنا وقت اور

قوت اور دولت صرف کرکے حاصل ہوا ہے کہ اگر وہ نوع انسانکے اسباب راحت بڑہانے اور موجبات اذیّت گہٹانے مین صرف ہوئے ہوتے تو جس حالت مین دنیا آج ہے اوس سے ہزار گونہ بہتر حالتمین ہوتے کاش آیندہ ہی لوگ سیدہی راہ پر آوین اور اپنی عمر عزیز کو سودمند کامون مین لگاوین مکانات بنانے مین بھی منفعت کو زینت پر مقدم کرنا چاہیے مکان نہایت ہی صاف اور ستھرا ہونا چاہیے گرمی سردی بارش وغیرہ فصلون کیلئے موزون ہونا چاہیے ساخت ایسی ہونا چاہیے جو ہر وقت کثیف شدہ ہوا سے پاک ہوتا رہے اوسمین نشست برخاست غذا سونے نہانے کام کرنے وغیرہ کے جدا جدا حصّے ہونا چاہیئے تاکہ تکمیل حیات اور راحت مین پوری مدد دے اور تمام ضروری سامان راحت وحاجت سے آراستہ ہونا چاہیے لیکن اس سے زیادہ تکلّف اور تزئین اور شوکت وشان مضر ہے اور اخلاق کیلئے قبیح اس سے زیادہ کیا حیف کی بات ہوگی کہ آدمی سے اشرف المخلوقات کی نہایت ارجمند قوت زمین کے حصّون کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نقل کرنے اور اونکو مصنوعی صورت دینے مین اسلیئے صرف ہو کہ اختراعی اور اصطلاحی مذاق اوسکو پسند کرے اور حقیقت

شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کو اوس سے ضرر ہو جنلوگون نے
ایسا فاسد مذاق پیدا کیا ہے اور اوسکا نام تہذیب کہلاتے ہے وہ
نوع انسان کے ناعاقبت اندیش دشمن ہین۔

تانق

حیات تام کے اسباب کو فراہم کرنا تانق ہے اوسمین وہ ان
سب علوم و فنون کا حاصل کرنا داخل ہے جو متعلم کے زیست اور
اوسکے اہل و عیال کی زیست کی بقا و ترقی کے لئے ضروری
ہین اور اخلاقاً حسن ہین علاوہ تحصیل علوم مفیدہ کے اپنے
ظاہری اور باطنی قوتون کی ایسی تربیت اور اصلاح بہی شامل ہے
جس سے آدمی مخلوقات فطری اور مصنوعات بشری کی لذتون سے
بہرہ ور ہوسکے۔ ہر شخص کو بقدر امکان ایسے علوم جنسے تندرست
رہنے اور دیانت اور راحت اور عزت سے کسب معاش کرنے مین
مدد ملے سب حاصل کرنا چاہیئے مختلف دستکاریان اون کو
سیکہنا فرض ہے جنکے لیئے وہ ذریعہ کسب معاش ہون لیکن
اونکو بہی سیکہنا چاہیئے جو اونسے مالی نفع اوٹہانا نہین چاہتے
کیونکہ اون سے آدمی باسلیقہ ہوجاتا ہے۔
علوم حکمیہ کا کافی حصہ حاصل کرنا چاہیئے تاکہ آدمی کو معلوم ہو

کہ اوسکو اس عالم سے کیا تعلق ہے اور اوسکا مقام فطرت مین کہان ہے۔

علم القوم بہی بقدر ضرورت جاننا لازم ہے تاکہ معاشرت اور تمدّن مین اوس سے رہبری ہو اور زباندانی مین اتنی مہارت ہونا چاہیے کہ ما فی الضمیر کو شستہ اور شایستہ او فصیح او بلیغ عبارت مین ظاہر کرسکے۔

تالف مین اوسی حد تک محنت کرنا چاہیے کہ حلیم و رقو لو نکو ضرر نہ پہونچے۔

نکاح

نوع انسان کے بقا کے لئے نکاح ضرور ہے اس نظر سے دیکہین تو اسلاف کا احسان ہے جنہون نے اخلاف کو پیدا کیا اور پالا ہے اور اخلاف اوسیوقت اسلاف کے بار احسان سے سبکدوش ہوسکتے ہین جب اپنے سے بہتر آیندہ نسل پیدا کرین اور پالین۔

نکاح سچے اور پاک الفت پر مبنی ہونا چاہیے نفس پرستی اور تجارتی اصول پر ہو تو اوس سے ہمدردی۔ سماح۔ وفا۔ تحمل۔ جفاکشی وغیرہ ایثار کی شریف خصلتین پیدا نہین ہوتین بلکہ

آدمی ہیمہ ہوجاتا ہے۔

پاک اور موزون نکاح ایثار کے عالی ترین صفات کا مبدا ہے صحیح زوجین مین استئثار و ایثار ایسے باہم ملجاتے ہین کہ بہت سے افعال جو ایک اونمین سے نافع للذات جانکر کرتا ہے وہ دوسرے کے لئے بھی نافع ہوتے ہین اور ایک ہی فعل جو عامل کے لئے استیثار ہوتا ہے دوسرے کے لئے ایثار ہوجاتا ہے نظر پاک بین سے دیکھین تو عورت سے زیادہ مرد کے لئے کوئی نعمت دنیا مین نہین ہے شخصی زیست کی تکمیل بے اوسکے نہین ہوتی فطرت انسانی کی بہت سی جہات بے اوسکے نشو ونما نہین پاتی اور اہلی زیست کا وجود ہی بے اوسکے نہین ہی تو اوسکا مرکز ہے نوع انسان کے باقی رکھنے کا بڑا حصّہ فطرت نے اوس کے سپرد کیا ہے اسیوجہ سے وہ اوتنی تنومند نہین ہوتی جتنے مرد ہوتے ہین اور اوسکا شخصی لمنو پندرہ سولہ ہی برس کے عمر مین پورا ہوچکتا ہے چونکہ اوسکی صحیح اور جائز مرافقت کا تینون زیستون مین حصہ بہت ہی مہم ہے اسی لئے جب اوس مرافقت مین غلطی ہوتی ہے تب بڑے بڑے فساد پیدا ہوجاتے ہین اور وہ سب اوسکے ذمّے لگائے جاتے ہین اوسکی با...

اوسکا حضور اوسکا ترقب بفرح ذات اور ممدّ حیات ہے اور کیونکہ نہو جس چیز کا حضور لذیذ ہوتا ہے اوسکی یاد یعنی گزشتہ حضور اور ترقّب یعنی حضور آیندہ دونون بھی لذیذ ہوتے ہین جتنے نظم و نثر عورت کی مذمت مین ہین وہ سب بناء الفاسد علی الفاسد ہین پہلے مرد اپنی نفس پرستی سے ایک نا زیبا خیالی یا حقیقی تعلق پیدا کرتے ہین اوس کے بعد اوس نا زیبا تعلق کے فطرتی قبیح نتایج کو بیچاری عورت کے سر تھوپ دیتے ہین پاک الفت کی بنا پر پسندیدہ عقد ہوا اور سنجیدہ برتاؤ کیا جاوے تو تکمیل حیات اور معالی اخلاق کے لئے زوجہ سے زیادہ کوئی بہتر قرین نہین ہو سکتا ہے آدمی کو نکاح اوسیوقت کرنا چاہئے جب وہ کسب معاش اور پرورش عیال و اطفال مین مستقل ہو چکے اور اوسکی صحت اچھی ہو انجام کو سوچے بغیر نکاح کرنا خطرناک ہے اور برا عقد بلائے عظیم ہے۔

نکاح کا اصل مقصود یہہ ہونا چاہئے کہ نوع انسان مین فاضل افراد بڑہین ایسے نکاح جنسے مفضول افراد کی کثرت ہو قبیح ہین نکاح سے جو اولاد ہو اوسکی پرورش و تعلیم اور تربیت کرنا اور اوسکو مجاہدہ زیست کے قابل کر دینا زوجین کا نہایت

پاک فرض عین ہے۔

ہر شخص کو اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم کا بوجھ اوٹھانا چاہیئے اور اوسکو دوسرون کے سر پر نہ ڈالنا چاہیئے۔ یا تیا بتا اوٹھانا چاہیئے اور اوسکو دوسرون کے سر پر نہ ڈالنا چاہیئے۔ اولاد اوتنی پیدا کرنا چاہیئے جتنی کی تربیت و تعلیم کرنا اختیار مین ہو اور دو بچون مین کافی فترہ ہونا چاہیئے کافی فترہ نہونے سے مان اور بچون دونون کی تندرستی اور زیست پر برا اثر پڑتا ہے سردست یہہ کہنا کافی ہے کہ اگر ذات اور نوع کے اغراض مین تعارض ہو تو نوع کے فائدے کو فرد کے فائدہ پر ترجیح دینا چاہیئے ایسے نکاحون سے بچنا چاہیئے جنسے آیندہ نسلین کمزور ہون اور نوع انسان بجائے ترقی کے تنزل کرے۔

علم العدل

جب بہت سی فردین باہم تعامل کرین تب قوم کی بقا کے لئے دو اصل ہین بچون کے ساتھہ تو یہہ معاملہ چاہیئے کہ وہ اپنے پرورش کے جتنے ہی زیادہ غیر قابل ہون اوتنی ہی زیادہ اونکی مدد کرنی چاہیئے اور پرورش مین مستقل ہونیکے طرف جتنا ہی وہ چلتے جاوین اوتنا ہی مدد مین کمی ہوتی ہو جاوے بالغون کے بابت یہہ اصل ہے کہ جو جیسا ہو اوسکو

اوس کے کردار کا پھل ملے لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت (نفس کے فائدے کے لئے ہے جو اوس نے سود مند کمایئگی اور اوسی کے ضرر کے لئے ہے جو مضر کمائی اوس نے کی) اگر دونون مین سے ایک پر بہی عمل نہو تو قوم فنا ہو جاتی ہے اولاد جب پیدا ہوتی ہے تب وہ ایسے افعال نہین کر سکتی جو زیست کے لئے ضرور ہین اگر ایسی حالت مین والدین اونکی پرورش مین اپنا وقت اور قوت اور مال صرف نکرین تو وہ مر جاوین اور ایسی قوم زیادہ سے زیادہ ایک صدی کے اندر نیست و نابود ہو جاوے۔

بالغون کے ساتہہ برتاؤ مین جب لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت پر عمل نہین ہوتا تب بہی رفتہ رفتہ قوم فنا ہو جاتی ہے جب فاضل فردون کو اپنی محنت کا پورا پہل نہین ملتا اور اونکے حاصل کردہ دولت مفضول فردونکے زندہ رکہنے مین صرف ہوتی ہے تب یا تو فاضل فردونکو یا تو ضرورت سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے جو اونکی صحت و زیست کو مضر ہوتی ہے یا فطرت انسانی اونکو زیادہ کمانیکی محرک نہین رہتی کوئی اسبات کو برغبت گوارا نہین کر سکتا

کہ کمائے تو وہ اور اوڑاوین اور لوگ مفضول فردین جب اورون کے سہارے جیتی ہین تب وہ اور زیادہ سست اور بیکار ہوجاتی ہین اور فاضل فردون پر اونکا زیادہ بوجھہ اور بہی گران ہوتا ہے اور یہہ مفضول فردین مفضول اولاد پیدا کرکے قوم من حیث القوم کے فضل اور جودت کو کم کرتی ہین اور رفتہ رفتہ قوم کی فنا کا باعث ہوتی ہین۔

بیان سابق سے عیان ہے کہ اولاد سے قطع نظر کرکے تقابل کی حالت مین ہر شخص کو پوری آزادی چاہیئے کہ اپنی زیست کے لئے جو عمل چاہے کرے اور اوس کے عمل کے جو نتائج مفیدہ یا مضرہ ہون وہ بہی اوسی کو ملنا چاہیے سوا اوسکے کسی اور پر اونکا کسی قسم کا بوجھہ پڑنا چاہیے لا تزر وازرۃ وزر اخری (کوئی بوجھہ اوٹہانے والی جان دوسری جان کا بوجھہ نہ اوٹھاویگی)۔

ایسی پوری آزادی ہر فرد کو ہونا چاہیے لیکن گروہ کے افراد ایک ہی ساتھہ اپنی اپنی آزادی کو کام مین لانا شروع کرتے ہین پس اس لئے کہ کوئی فرد دوسرے فرد کی آزادی مین دراندازنہو ہر فرد کی مطلق آزادی کو محدود کرنا اگر نہ

ہو جاتا ہے اور اوس حد کے بیان کا کلیہ یہہ ہے کہ ہر فرد کو اپنے افعال مین اوس حد تک پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ وہ باقی تمام فردون کی آزادی مین رخنہ نہ ڈالے تعامل کی حالت مین اہل تعامل کے افعال کا کلی دستور العمل یہہ ہے کہ ہر فرد جو چاہے اوسکے کرنے مین آزاد ہے بشرطیکہ وہ باقی فردون کے مماثل آزادی مین خلل نہ ڈالے۔

علم العدل شخصی اور نوعی تجربے سے دریافت کرتا ہے کہ تعامل کے حالت مین کونسے ارادی فعل کس متعامل کے اورونکی محدود آزادی مین خلل ڈالتے ہین اور اس طور سے تعامل ہموار کو برہم کرکے شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کو گہٹاتے ہین یہی افعال ارادی علم العدل کا موضوع ہین اور عملی غرض علم العدل کی اون ارادی افعال سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنا ہے جنسے اورون کے محدود آزادیون مین خلل پڑے غور سے دیکہا جاوے تو جتنے فطرتی یا قانونی حقوق افراد قوم کو حاصل ہین یا ہونا چاہیئے وہ سب اسی محدود آزادی کی تعریف ہین اور مین اون کو بالاجمال بیان کرتا ہون۔

حق سلامت بدنی

کسی فرد کو ایسا فعل نہ کرنا چاہیے جس سے کسی دوسرے فرد کی سلامت بدنی کو صدمہ پہونچے یہہ بدیہی ہے کہ سلامت بدنی محدود آزادی کی پہلی تفریع ہے اگر آدمی کا جسم ہی سالم نہو تو وہ ضرور ایسے افعال سے قاصر ہوگا جو اوسکے زیست کی تکمیل کے لئے ضروری ہین اور جو شخص کسی اور کی سلامت بدنی مین خلل ڈالتا ہے وہ بالبداہہ اوسکی محدود آزادی کو کم کر دیتا ہے اس طور سے ہر فرد اسبات کی مستحق ہے کہ اوسکی سلامت بدنی کو کوئی کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچاوے مہذب قومون کے قوانین مین جتنے جرایم جسم و جان سے بابت ہین وہ سب اسکی مثالین ہین مگر ابھی تک کسی فرد کو مرض متعدی سے یا اور طور سے مریض کر دینا کافی طور سے جرم نہین گنا جاتا حالانکہ وہ بھی سلامت بدنی کو نقصان پہونچاتا ہے اور جرم ہونا چاہیے کامل علم الاخلاق مین تو کلیہ سلامت بدنی مین کوئی مستثنیٰ نہین ہوگا مگر ناقص علم الاخلاق مین جو موجودگی نشتنی حالت مین معمول بہ ہے چند صورتین ایسی ہونگی جنمین فردونکی سلامت بدنی مین

خلل ڈالنے کا اختیار ہوگا اور اوسکی حد قومی [illegible] ود ہو سکیگی۔

حق حرکت و نق[illegible]

جس طرح سے سلامت بدنی [illegible] آزادی محدود کی ہے ویساہی حرکت ونقل کی آزاد[illegible] فرد کو اپنی ضروریات زیست وراحت کے حاصل کرنے مین [illegible] پاؤن مارنے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے سے چا[illegible]ن ہے اگر کوئی فرد کسی دوسری فرد کو حرکت ونقل نہ کرنے دے یا اوسمین حارج ہو تو اوسکی محدود آزادی مین رخنہ ڈالنے کی مجرم ہوگی اور فرقہ ناظمہ کو فرض ہوگا کہ ایسی رخنہ اندازی کو جرم قرار دے ابتدا مین حرکت ونقل سے روکنا بڑا جرم نہ سمجھا جاتا تھا مگر اب مہذب قوموں کے قوانین مین وہ سنگین جرایم مین سے ہے اگر کسی قوم کی زیست اسبات پر موقوف ہو کہ بعض فردو کے حرکت ونقل مین کمی آوے تو ایسی کمی اس گزشتنی حالتین جائز ہوگی اور اوسکی مقدار قومی ضرورت پر موقوف ہوگی۔

حق فطرتی وسائل حیات

آدمی کو زندہ رہنے کے لئے ہوا اور پانی درکار ہے اور روشنی بہی کسی فرد کو انکی بابت دوسری فرد کی آزادی مین

خلل ڈالنا جایز نہین قومون کی ابتدائی حالت مین چونکہ
خلل پڑنا بہت نادر ہوتا ہے اسلیئے اوسکی بابت قانون نہین
بنائے جاتے مگر جب بڑے بڑے شہر آباد ہوتے ہین تب روشنی
وہوا کے حق کی بابت قانون بنانا ضرور ہوجاتا ہے۔ زمین کو
بھی طبیعی ذریعہ حیات کہنا چاہیئے اور اوسکے بابت بھی ہر فرد
کو محدود آزادی ہونا چاہیئے مگر ہزارون سال کے انسانی
قوانین نے زمین کو شخصی جایداد مین داخل کردیا ہے اور
اصلی حالت بالکل چھپ گئی ہے لیکن اصولاً زمین کے
استعمال مین سب کو مساوات ہونا چاہیئے اور جب قومی
اور شخصی ضرورت مین تعارض ہو تب قومی ضرورت کو ترجیح
دینا چاہیئے۔

حق مال

مال سے یہان اوس کے عام ترین معنی مراد ہین یعنی ہر
چیز جو کسی فرد کا ملک ہو اور جس سے اوسے نفع ہوسکے خواہ
منقول ہو یا غیر منقول اور خواہ محسوس ہو جیسے روپیہ پیسہ
سونا چاندی وغیرہ یا غیر محسوس جیسے مالکانہ حق تصنیف وغیرہ
مال ہمیشہ آدمی کی قوت کے صرف سے پیدا ہوتا ہے اور جسکی

قوت کے صرف سے کوئی مال پیدا ہوا وہی شخص اوسکا مالک ہے
کسی فرد سے اوسکے مال کا کوئی حصہ بے معاوضہ ور اوسکے
بلا مرضی لینے کے یہہ معنی ہین کہ غاصب نے مغصوب منہ کے قوت کا
ایک حصہ برباد کر دیا اور اس قسم کے غصب کسی قوم مین بہت
زیادہ واقع ہون تو ضروری نتیجہ یہہ ہوگا کہ محنت کرنیوالون کی
محنتون کے پہل را نگان ہونگے اونکو جتنی قوت اپنے اور
اپنے عیال اور نسل انسان کی زیست کے بقا اور ترقی مین
کرنا چاہیئے اوس مین کمی ہوگی غاصبو نکو اپنے اور اپنے عیال
اور نوع انسان کی زیست کے لئے محنت نکرنیکی خو پڑیگی او
رفتہ رفتہ قوم مین کمزوری بے اطمینانی سستی مفلسی وغیرہ
پہیلے گی اور قوم کی تباہی اور فنا جلد ہوگی۔

اگر دنیا کی حالت ترقی کرتے کرتے ایسی ہو جاویگی کہ
نوع انسان کے ہر فرد موجود صالح ہو کر اپنے گرد کے ماحول سے
بالکل مطابق ہو گی تو ضروری کسب معاش کیلئے جتنی
محنت ہر ایک کو کرنا پڑیگی وہ لذید ہوگی اور کسی دوسرے کا
مال غصب کرنا ویسا ہی موذی ہوگا جیسے اب سخت بدبو
موذی ہوتی ہے تب اس کلیہ مین کہ کسی کا مال لے اوسکی

مرضی کے نہ لینا چاہیے کوئی مستثنیٰ نہ ہوگا مگر موجودہ گزشتنی
حالت مین جب غیر کامل افراد غیر موافق ماحول مین بسر کر رہے
ہین تب غنی فردون کے مال کا اوتنا حصہ اون سے لیلینا چاہئے
ہے جتنے کے لینے پر شخصی و راہلی اور قومی زیست کی صیانت
موقوف ہو خراجون کا جواز اسی بنا پر ہے مہذب قومون کے
قوانین اب دنیا مین حق مال کا بہت احترام کرتے ہین ورغاصبون
سزا دینا چاہتے ہین مگر ابھی تک جتنا جسمانی محنت کے ثمرات
محسوس محفوظ ہین ہین اوتنا عقلی محنت کے ثمرات غیر محسوس
محفوظ نہین آدمی اگر اپنی عقل سے کوئی ایجاد کرے یا تصنیف
کرے تو وہ بھی ویسا ہی محفوظ ہونا چاہیے جیسے وہ سب محسوس
مال محفوظ ہوتا ہے جو اوس نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہو
قومون مین جس طرح سے فنا اوس جایداد کے محفوظ نہ ہونے سے
جلد آتی ہے جو جسمانی محنت سے پیدا کی ہو ایسا ہی حق تصنیف
اور ایجاد کے محفوظ نہونے سے آتی ہے کیونکہ موجدون اور
مصنفونکو رغبت نہین رہتی کہ مفید چیزین ایجاد کرین یا سودمند
کتابین تصنیف کرین۔

جیسے حق ایجاد و تصنیف عقلی مال ہے اور ضرور محفوظ

ہونا چاہئے ایسی نیک چلنی اور نیکنامی اور خلق حسن جو کوئی شخص برسون کی راستبازی اور دیانت اور تقوی اور ریاضت سے حاصل کرتا ہے وہ اوسکی اخلاقی ملک ہے اور پورے طور سے محفوظ ہونا چاہئے جو لوگ نیکنام اور راستبازونکو بلا معقول وجہ کے غیبت کرکے بدنام کرتے ہین وہ نوع انسان کی بربادی اور فنا مین وہی حصہ لیتے ہین جو غاصبون کا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ غاصبون کا عمل زرشت مال محسوس سے متعلق ہے اور بدنام کرنیوالون کا جرم اخلاقی دولت غیر محسوس سے متعلق ہے۔

حق ہبہ و وصیت

ملک کامل کے معنی فقط یہی نہین کہ مالک سے کوئی حصہ اوسکے ملک کا کوئی شخص بلا رضامندی اوس کے نہ لے سکے بلکہ اوسکے معنی مین یہہ بھی داخل ہے کہ مالک کو اپنے مال مین تصرف کا پورا اختیار ہو اگر کوئی شخص کامل تصرف سے روک سکتا ہے تو اوس مانع کو ملک مین دخل ہے اور مالک پورا مالک اپنے مال کا نہین اسی لئے ہر مالک کو پورا حق ہونا چاہئے کہ اپنے کل یا بعض مال کو جیسے چاہے ہبہ کردے یا بذریعہ وصیت دیدے۔

تھوڑے سے غور سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اپنے مال میں تصرف کی پوری آزادی ہونا آزادی محدود کی فرع ہے اگر پورے تصرف مین قیدین لگائی جاتی ہین تو وہ اصل ہین آزادی محدود مین دست اندازی کے بغیر نہین ہوتین۔

حق مقابضہ ومعاہدہ

ہر فرد کو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ اپنے جس مال کو جس طرح سے چاہے کسی اور مال کے عوض بیچے اور اپنے مال اور اعمال کے بابت جو معاہدہ چاہیئے کرے مقابضہ ومعاہدہ کی پوری آزادی اوسی محدود آزادی کی فرع ہے جو تعامل کی حالتمین زیست اور راحت کے بقا اور ترقی کا موجب ہے جب کبھی تمام افراد نوع انسان کامل ہو کر اپنے مرکب ماحول کے بالکل صالح ہو جاوینگے تب مقابضہ اور معاہدہ پوری آزادی ہوگی کوئی مستثنیٰ اوسمین نہوگا موجودگی حالت مین چونکہ ماحول سے کلی توافق نہین ہے اس لئے خارجی یا داخلی دشمنون سے بچانے کو مقابضہ ومعاہدہ کی پوری آزادی مین ایسی قیدین لگانا جایز ہو جاتا ہے جن قیدون کے بغیر قومی یا نوعی صیانت ممکن نہو۔

حق عمل

ہر فرد کو آزاد ہونا چاہیئے کہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے لئے کسب معاش کرنیکو جو پیشہ چاہے اختیار کرے عقلاً اور اخلاقاً کوئی پیشہ جو براحت عمر طبیعی تک پہونچنے مین معین ہو اور جس سے زیستہائے سہ گانہ مین سے کسی کو کوئی ضرر نہ پہونچے اور راستبازی اور دیانت سے کیا جاوے پسندیدہ ہے اور جو حضرات کسی پیشہ کو صرف اسوجہ سے کہ وہ پیشہ ہے ذلیل جانتے ہین وہ نوع انسان کے دشمن ہین پیشون مین جو فریب حرص جہوٹ جعل فرومائیگی وغیرہ صفات ذمیمہ ملا دیئے جاتے ہین وہ البتہ مذموم ہین لیکن کوئی ذریعہ کسب معاش کا جو صفات ذمیمہ سے پاک ہو ہرگز معیوب نہین پیشے اور تجارت ہی سیدہی راہین دولت اور عزت حاصل کرنیکی ہین۔

عقاید اور عبادت کا حق

ہر فرد کو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ جو عقائد اوسکو بینہ وبین اللہ صحیح معلوم ہون اونکو اختیار کرے اور جو طریقہ عبادت اوس کے نزدیک بہترین ہو اوسکو برتے کسی دوسرے کو اوسمین دخل دینے یا بازپرس کرنیکا حق نہین ہے سلطنتون کو

دخل در مذہب کا سودا ہوتا رہا ہے مگر عقل و تجربہ دونون
شاہد ہین کہ ایسے دخل سے ہمیشہ فساد ہوتے ہین انسانون کو
تعامل مین توظلم جلی وخفی سے بچنا چاہیئے اور ہر فرد کو اوسکے
بعد آزادی محدود و بازادیہا ئے سائر افراد ہر چیز مین ہونا چاہیئے
کسی فرد کو جو معاملہ اپنے معبود سے ہو اوسمین کسی دوسرے فرد کو
دخل دینے کا کیا حق ہے اور کسی فرد خاص کے پاس کونسی
قطعی دلیل اسبات کی ہے کہ وہ حق پر ہے اور فرد ثانی باطل پر
ایسی قطعی دلیل معدوم ہونے کی وجہ سے اسلم طریق یہی ہے
کہ لکم دینکم ولی دین پر سچے دل سے برتاؤ ہو اور
ہر شخص مذہب کی بابت باقی تمام شخصون سے صلح کل کا
مسلک اختیار کرے اون اصول سے جنپر ہموار تعامل موقوف
ہے مذہب بالکل جدا کر دیا جاوے کیونکہ تعامل ہموار کے
اصول نوعی ہین اور مذہب شخصی۔

کہنے اور لکھنے کی آزادی

ہر فرد کو پوری آزادی چاہیے کہ اپنے خیالات کو
جہانتک اونکا ظاہر کرنا دوسرون کی آزادی مین مخل نہو
جسطرح جیسے چاہے تحریر و تقریر مین ظاہر کرے اگر ہر فرد کو اپنے

خیالات کے اظہار مین پوری آزادی نہو تو اندیشہ ہے کہ بہت سی سچی اور سود مند باتین ظاہر نہون اور نوع انسان کو ضرر پہونچے۔

عورتون کے حقوق

جیسے مردون کو اپنے اون افعال مین جو زیستہائے سہ گانہ کے لئے مفید ہین پوری آزادی ہونا چاہئے ایسا ہی عورتون کو بھی اپنے اون تمام افعال مین جو زیستہائے سہ گانہ کے لئے مفید ہین پوری آزادی چاہئے عقد سے بوجہ کلیہ تقسیم محنت چند کام شوہر کے ذمہ ہونگے اور چند زوجہ کے اس طور سے اونکی مطلق آزادی مین ضروری قیدین لگینگی مگر اون ضروری قیدون کے علاوہ پوری آزادی چاہئے جتنے حقوق کا بیان ہوا اون سب مین عورتونکو ویسی ہی آزادی چاہئے جیسی مردونکو چاہئے۔

جبتک دنیا مین ایسی قومین بستی ہین جنکو باہم جنگ و جدال کا اندیشہ ہے اور ہر قوم کے بہت سے مرد برّی و بحری لڑائیون کے لئے فوجون کی صورت مین بسر کرتے ہین تب تک عورتون کی سیاسی (پولٹیکل) حقوق مردون کے

برابر نہین ہوسکتے جب جنگ و جدال دنیا سے اوٹھہ جاوے اور زمین قسط و عدل سے بہر جاوے تب سیاسی حقوق مین عورتین مردون کے بالکل برابر ہونگی۔

حقوق اولاد

زندہ رہنے اور جوان ہونے کے جتنی ضروریات ہین اولاد کو اون سب کا حق اپنے مان باپ پر ہے اونکو یہہ بھی حق ہے کہ والدین اونکو تعلیم و تربیت کے ذریعون سے جہد للبقا کے لئے مستقل کردین اور امور بالا والدین پر فرض عین ہین مگر اونکے مان باپ کو اتنی محنت ہرگز نہین کرنا چاہئے جسسے کہ وہ خود بیکار یا کمزور ہوکر اپنی زیست طبیعی تک پہونچانے سے معذور ہوجاوین۔

اولاد کو اس مدد کے عوض مین جو اونکو مان باپ سے جہد للبقا مین مستقل ہونیکو ملے مان باپ کی اطاعت کرنا چاہئے اونکی ایسی خدمت کرنا چاہئے جو جہد للبقا مین مستقل ہونے سے مانع نہو جب اولاد جوان ہوجاوے تب تعامل مین دو افراد کے مانند ہونگی اور اون کا کوئی حق اپنے باپ مان پر نہوگا۔

سیاسی حقوق

جو کچھ بیان ہوا اوس سے عیان ہے کہ اجتماع اور تعامل کی حالت مین زندگی چین سے بسر کرنیکے جو اصول ہین تمام فطرتی حقوق اوہنین اصول سے پیدا ہوتے ہین وہ سب کے سب مختلف صورتین ہین اوس محدود آزادی کی جو ہر فرد کو راحت سے عمر طبیعی تک پہنچنے کے لئے ضرور ہے اگر ہر فرد کے جسم و جان و عرض و مال بالکل محفوظ ہون اوسکو رفتار کردار گفتار مین پوری آزادی ہو اپنے مال مین تصرف کا پورا اختیار ہو جو معاہدہ چاہے کرے جو پیشہ چاہے اختیار کرے جو عقیدہ چاہے رکھے اپنے عقیدون کو جیسے چاہے تحریر و تقریر مین بلا دوسرون کے دل دکھانے کے ظاہر کر سکے تو اوسکو تمام فطرتی حقوق حاصل ہین اگر ان کے علاوہ کوئی اور چیز چاہتا ہے تو وہ چیز فطرتی حقوق کے سوا ہے۔

سابق الذکر فطرتی حقوق کے محفوظ رکھنے کو اہل دنیا مختلف قسم کے مدنی نظام بناتے ہین جنکو قوم کہتے ہین اون مدنی نظامون کے قوام اور عمل کے لئے افراد قوم یا اونمین سے بعض یا صرف ایک مختلف فردون کے لئے مختلف سیاسی

حقوق مقرر کرتے ہین جو فطرتی نہین بلکہ اصطلاحی ہوتے ہین
ان مدنی نظامون مین سے بعض فطرتی حقوق کی
حفاظت مین زیادہ کامیاب ہوتے ہین اور بعض کم لیکن
سنکے سب بنائے اسلیئے جاتے ہین کہ فطرتی حقوق کی
حفاظت کرین اور جتنا ہی وہ فطرتی حقوق کی حفاظت
کرین اوتنا ہی اونکا ہونا بجا ہے باقی بیجا اصل مین وہ
انسانی ذریعہ ہین فطرتی حقوق کی حفاظت کا جو غایۃ ہے
اگر آدمی دور بینی سے کام لین تو فطرتی حقوق سیاستی
حقوق سے مہم تر اور زیادہ قابل اعتبار نظر آوین لیکن
انسان پاس کی چیز کو دور کی چیز سے بہتر دیکھتا ہے اور
اکثر وسائل کو غایات پر ترجیح دیتا ہے اس لئے یہہ عقیدہ
شایع ہو گیا ہے کہ جو کچھہ ہین وہ سیاستی حقوق ہین ہر شخص
سمجھتا ہے کہ سیاستی حقوق ملجاوین تو دنیا کی تمام نعمتین ملجاوین و
تندرستی بڑھ جاوے علم آجاوے ہر طرف ثروت ہی ثروت
نظر آوے مرض تنگدستی طلب معاش کی اذیت جہل
وسستی کی مصیبت سب کٹ جاوے غرضکہ ماحول مین
جتنے ضار ہین جاتے رہین جتنی نافع ہین ہاتھہ لگ جاوین

جسمانی و عقلی و اخلاقی تمام فضایل حصے مین آوین اور تمام
رذائل دہل جاوین اور ہر فرد کامل راحت سے عمر طبیعی تک
پہونچنے لگے۔ زبان سے ایک لفظ کہکر یا قلم سے ایک جملہ لکہہ کر
تمام قوم کو ایک ثانیہ مین قعر مذلت سے اوج رفعت پر پہونچاوین
مگر یہہ خیال خام ہے تمام سیاستی حقوق محض عملی وسیلہ ہین
اور اصلی ذریعہ قومی حیاۃ طیبہ و راحت کاملہ کا محدود آزادی
سے پورا کام لینا اور پوری محنت و مشقت کرنا ہے اور یہہ بھی
پوری حیاۃ طیبہ اور راحت کاملہ یا عیشۃ راضیہ اسوقت تک
ناممکن ہے جسوقت تک تمام افراد اپنے مرکبا جو لون سے پورے
موافق ہو جاوین اور معلوم نہین کہ ایسا کبہی ہوگا یا نہین گو
اہل کون و فساد کو اسکی امید ہے بڑی تمنا سیاستی حقوق
کے حاصل کرنیوالون کی یہہ ہوتی ہے کہ اون حقوق مین سبکو
مساوات ہو بیشک اگر سب کے سب اپنی محدود آزادی سے
پورا کام لینے اور شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کی تکمیل مین
پوری جانفشانی کرین تو سیاستی مساوات سے بڑی آسانی ہو
راحت ضرور ملے اور ایک بڑا خیالی مانع جاتا رہے مگر محض مساوا
بلا کامل استعمال آزادی محدود کچہہ بہی فائدہ نہین دیسکتی ہے۔

ایک جمہوری سلطنت مین فرض کر لو کہ ہر ایک کو بادشاہ
وزیر و قاضی وغیرہ ہونے کے مساوی حقوق ہین ہر ایک کو
بحیثیت فرد قوم وہی حقوق سیاستی ہین جو دوسرے کو ہین تو
صرف اس مساوات سے یہہ نہین لازم آتا ہے کہ ایسی قوم
ضرور بہترین اقوام ہو گی اگر ایسی جمہوری قوم کی تمام فردین جاہل
اور سست اور کمینہ خو اور نفس پرست ہون تو وہ علوم اور
فنون اور ایجادات اور تجارات اور صناعیون مین کیسی
ترقی کرے گی اور دولت کیسے پیدا کریگی سیاستی حقوق ذریعہ
ہین فطرتی حقوق کا اور فطرتی حقوق کو کام مین لانا وسیلہ ہے
تکمیل زیست و راحت کا پس یہہ گمان کر لینا کہ سیاستی
حقوق ملتے ہی زیست سہ گانہ اور راحت کی تکمیل ہو جاویگی
خیال محال ہے یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جن حضرات کے
ہاتھہ مین سیاستی حقوق کا دینا ہوتا ہے کبھی تو وہ گمان کرتے
ہین کہ سب افراد مین ان حقوق سے بہرہ یاب ہونے کی
قابلیت نہین ہے اور نیک نیتی سے انکا سب کو برابر بانٹ
دینا نہین چاہتے لیکن اکثر وہ اسوقت مساوات نہین چاہتے
جب اونکے اور سایر افراد قوم کے اغراض متحد نہین ہوتے

اور جب کسی قوم مین مختلف فرقون کے اغراض متحد نہون تب اوس سے زیادہ کوئی اور آفت قوم کے لئے نہین ایسی قوم کبھی ترقی کی سیدھی راہ پر چل ہی نہین سکتی اوس قوم کی مثال بالکل ایسی ہے کہ چند آدمیون کی آنکھین پھوڑ کر اونکو ایسی بیہڑ مین چہوڑ دین جو خطرناک درندون اور مہلک گھڑی گڑہون سے پر ہو کیا ممکن ہے کہ ایسی صورت مین وہ بیچارے اندہے زندہ بچین۔ ہرگز نہین ہرگز نہین۔

چونکہ یہان قوم کا ذکر آگیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اوسکی ماہیت ساخت اور عمل اور غرض کا مختصر سا ذکر کر دیا جاوے۔

آدمیون کے باہم ہونیکی تین محرک ہوتے ہین اول طبعی خواہش ساتھ رہنے کے دوم بیرونی دشمنون سے بچنے کی ضرورت تیسرے لغاول سے زیست و راحت کے پورا کرنیکی طرف چلنے کی حاجت پہلا محرک بہت زیادہ قابل اعتبار نہین کیونکہ ایک طرح سے وہ ہر قسم کے اجتماع مین موجود ہوتا ہے لیکن یہہ بات خوب لحاظ رکھنے کی ہے کہ جب کبھی سے قومین بننا شروع ہوتی ہین ایسے وقت مین جب افراد اس لئے

قوم کی صورت پیدا کرتے ہین کہ بیرونی دشمنون سے بچین تب
کل قوم کی زیست مقصود اصلی ہوتی ہے اور فرد کی زیست
مقصود عرضی شروع مین اوس اجتماع ہوتا ہے جب لڑائی
پیش آوے رفتہ رفتہ اس کے زمانہ مین بھی سلطان کی حکومت
قایم رہتی ہے جب لوگ باہم رہتے ہین تب قوم مین فوجداری
اور دیوانی کے جرائم پیشہ موجود ہوکر اندرونی دشمن قوم کے
افراد کے پیدا ہوجاتے ہین اور اون سے بھی حفاظت کرنا
سلطنت کو فرض ہوتا ہے جو قوم محض خارجی دشمنون سے حفاظت
کرے اوسکی سلطنت کی ساخت ایسی قوم کی سلطنت سے
جو صرف اندرونی دشمنون سے بچاوے بالکل جدا ہوتی ہے
پہلے مین تعامل جبری ہوتا ہے اور فرد کی زیست و راحت
جماعت کی زیست و راحت کے اوپر سے قربان کیجاتی ہے
دوسرے مین تعامل اختیاری ہوتا ہے اور قوم کا وجود صرف
اسی لئے ہوتا ہے کہ افراد کی زیست و راحت کو بقا و ترقی ہو
اگر کوئی قوم ایسی حالت مین ہو کہ اوسکے بیرونی اور
اندرونی دونون دشمن موجود ہون تو ایسی قوم کی سلطنت کے
دو کام ہونگے اول بیرونی دشمنون سے بچانا دوسرے

اندرونی دشمنون سے بچانا بحری اور برّی فوج بیرونی دشمنوں سے
بچانے کا ذریعہ ہے اور خارجی دشمنون کے وجود کے بعد افراد
قوم کو اتنا خراج دینا کہ بحری و بری فوج اچھی حالت مین رہے
ناگزیر ہے اگر دنیا ترقی کرے اور خارجی دشمن دنیا سے جاتے
رہین تو صرف داخلی دشمنون سے بچانا سلطنت کا کام ہوگا
اوس کے لئے پورے قابل اور ہنرمند قاضی اور پولیس لازم
ہونگی اور تمام افراد قوم کو اونکا صرف دینا اور دیکھتے رہنا کہ
وہ اپنا کام دیانت اور محنت اور قابلیت سے کرتے ہین واجب ہوگا
خارجی اور داخلی دشمنون سے بچانے کے سوا سلطنت کا کوئی
اور کام نہین ہے یہہ دونون کام پورے طور سے کرکے تمام
افراد قوم کو پورے محدود آزادی دینا چاہیئے کہ بالاجتماع یا بالانفراد
جیسے وہ چاہین اپنی اپنی زیست و راحت کی تکمیل کی فکر کرین
حکیم سپنسر کی راے ہے کہ اگر سلطنت اپنے اصلی کامون کے
علاوہ کوئی اور کام اپنے ذمہ لیتی ہے تو اوسکا جتنا وقت اصلی
کام مین گذرنا چاہیئے دوسرے غیرضروری کام مین گذرتا ہے
اور جتنی مشق اپنا اصلی کام کرتے اوسکے کرنیکی بڑھ جاتی ہے
اوسمین کمی ہوتی ہے بہت بڑا نقصان جو سلطنت کو اور کامون مین

دخل دینے سے ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ افراد قوم مین اپنا کام خود کرنے کا استقلال پیدا نہین ہوتا اور مہارت اور نتائج مہارت مین علاقہ کٹ جاتا ہے ۔

جتنی مثالین دنیا مین ایسی ہین کہ سلطنت اپنے اصلی کام کے سوا اور کام بھی کرتی ہے اون سب مین یہہ بات بالکل نظر انداز کردی جاتی ہے کہ اور کامون مین مصروف ہونے سے اصلی کام کو صدمہ پہونچتا ہے جب قوم ایک نظام ہے اور اوس کے مختلف اعضا مختلف عمل قوم اور افراد قوم کے بقا و ترقی کے لئے کرتے ہین تب جتنا ہی قوم کا رتبہ نمو مین بلند ہوگا اوتنا ہی اوس کے مختلف اعضا یعنی فرقون کے عمل اونکے ساتھہ زیادہ مخصوص ہونگے ہر فرقہ صرف اپنا ہی عمل کریگا دوسرے فرقہ کا عمل نہ کریگا اور اگر ایک فرقہ چند عمل کریگا تو سب کو ناقص طور سے کریگا ۔

بیان بالا سے عیان ہے کہ سلطان ایک فرقہ ناظمہ ہے جو قوم مین اوسکے مجموعی افعال کو منتظم کرنیکے لئے پیدا ہوتا ہے اور قوم ایک نظام نامی ہے انسانی مصنوعی جامد نہین اور جب قوم ایک نامی نظام ہے تب فرقہ ناظمہ کی ماہیت

قوم کی نمو کے ساتھہ بدلتے رہنا یقینی ہے جو سلطان خارجی دشمنون سے حفاظت کے لئے ہوتا ہے وہ بہ نسبت اوسکے جو اندرونی دشمنون سے حفاظت کرے اور ہوتا ہے اگر سلطان کو دونون کام کرنا ہوتے ہین تو اوسکے سلطانکی ماہیت بہ نسبت ایسے سلطان کے جسکو صرف ایک ہی کام کرنا ہو جداگانہ ہوتی ہے اصلی عمل جیسا کہ بیان ہوا سلطانکا خارجی اور داخلی دشمنون سے بچانیکا ہے اگر اسکے سوا کوئی اور عمل وہ اپنے ذمّے لے تو اصلی عمل مین فتور ہوتا ہے سلطانکا پیدا کرنا انسانی تدبیر ہے اور اوسکی اصلی غرض فطرتی حقوق کی حفاظت ہے تاکہ افراد قوم پوری آزادی سے زیست و راحت کی تکمیل کی کوشش کرسکین اور سلطان جتنا ہی شرائط زیست و راحت کو بذریعہ تعامل ہموار پیدا کردے اوتنا ہی اوس نے اپنا کام خوب دیا۔

علم الاحسان

قوت عاقلہ اور قوت ممیّزہ کا ساتھہ ہے جتنا ہی مختلف چیزون مین تمیز کی قوت بڑہتی ہے اوتنا ہی عقل زیادہ ہوتی ہے محسوس چیزون مین تمیز کرنا آسان ہے

مگر غیر محسوس چیزون مین مانند چیزون کے تعقل اور افعال کے تعقل اور احساس کے تعقل اور علت و معلول کے تعقل وغیرہ کے جنمین سے بعض کا تعلق حال سے ہوتا ہے اور بعض کا استقبال سے مشکل ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق اور علم القوم کے مختلف تعقلات مین امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے اور فقط وہی لوگ جو چیزون پر گہری نظر ڈالتے ہین اور صحیح اور باطل مین فرق کرتے ہین اور جنکی قوت تصور و تعقل بہت قوی ہوتی ہے عدل و احسان مین امتیاز کرسکتے ہین عدل مین جیسا کہ بیان ہوا ہمدردی کے ساتھ اسبات کو تسلیم کرنا ہوتا ہے ہر فرد کو اپنے افعال مفیدۃ للحیاۃ ورا حت مین پوری محدود آزادی ہے اور اوسکی محنت کا ثمرہ اوسکو ملنا چاہیئے نہ کسی اور کو احسان مین ہمدردی کے ساتھ اسبات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر فرد کو اپنی پوری محدود آزادی اور اپنی محنت کے ثمرہ مین اور افراد سے مدد ملنا چاہیئے تاکہ وہ اپنی زیست زیادہ اچھی طرح سے بسر کرین۔

عدل اور احسان کے فرق کو پورے طور سے پیش نظر رکھنا چاہیئے عدل قومی امر ہے اور ہر فرد کا فرض عین ہے

اور اوسپر قوم کی زلیست موقوف ہے احسان صرف شخصی بات ہے
اور اوسکا کرنا تمام فردون کا فرض عین نہین۔

ایسا احسان ہرگز نہ کرنا چاہیے جس سے عدل کو ضرر ہو
ورنہ نتیجہ یہہ ہوگا کہ مفضول فردون کو اوس محنت کے پہل
ملینگے جو اونہون نے نہین کی اور فاضل فردون کے محنت کے
پہل اون سے چہن جاوینگے اور ایسی صورت مین فاضل
فردونکو فاضل ہونیکا محرک جاتا رہیگا اور نوع انسان کو ضرر
ہوگا چونکہ عدل قوم کا فرض ہے اور احسان اشخاص کا اس لیے
قوم کو احسان اپنے ذمّے نہ لینا چاہیے ورنہ عدل مین خلل پڑیگا۔

احسان کی دو قسمین ہین سلبی۔ اور ثبوتی سلبی احسان سے
یہہ مراد ہے کہ آدمی عمل نافع للذات کر کے متمتع ہوسکتا ہو مگر
دوسرون کو موقع دینے کے لئے اوس نافع للذات فعل سے
باز رہے اور ثبوتی احسان سے یہہ مراد ہے کہ آدمی اپنی تمتع سے
باز رہ کر کوئی ایسا کام کرے جس سے اورونکو فائدہ پہونچے
سلبی احسان کی صورتین حسب ذیل ہین۔

مقابلہ آزاد سے روکنا

عدل کا تقاضا تو یہہ ہے کہ ہر فرد کو اپنی ظاہری او

باطنی قوتون سے کام لینے مین پوری آزادی چاہیے اور جتنی زیادہ دولت اور راحت اوسکو حاصل ہوسکتی ہو وہ حاصل کرنا چاہیے لیکن احسان اور اپنے بنی نوع کے ساتھ ہمدردی اس مطلق آزادی مین گونہ قید لگاتے ہین مثلاً وہ لوگ جنکے پاس سرمایہ کثیر ہے یا جنمین کسی خاص تجارت یا پیشہ کی بہت بڑی استعداد ہے وہ اپنے سرمایہ یا قابلیت کے ذریعہ سے اپنے ہم پیشہ افراد کو تباہ کرسکتے ہین مگر اون کو احسان اور ہمدردی سے کام لینا چاہیے اور وفور سرمایہ یا استعداد کی وجہ سے دوسرون کو برباد نہ کردینا چاہیے۔

ایسا ہی بڑے بڑے ماہران طب و قانون وغیرہ کو اپنی اجرت کو اونچا کرکے اپنے مستفیدون کے حلقے کو تنگ کرنا چاہیے تاکہ ہر مستفید کی طرف کافی توجہ کا وقت ملے اور تندرستی قایم رہے اور باقی اہل پیشہ بھوکے نہ مرین۔

خلاصہ یہہ کہ اپنے اور متعلقین کی بہبودی اور مقابلہ کرنیوالون کی بہبودی اور قوم اور نوع انسان کی بہبودی سب کا لحاظ ہونا چاہیے اور وفور سرمایہ یا استعداد سے اورون کے تباہ کردینے سے بچنا چاہیے۔

آزادی معاہدہ پر روک

عدلاً معاہدونکی تعمیل پورے طور سے کرانا چاہئے
کیونکہ اسبات مین اگر قانون کچھہ بہی نرمی کرے تو لوگ اوس
نرمی کے بہروسہ پر بے سمجھے بوجھے جو معاہدہ چاہین گے کرنے
لگین گے ہان احسان کا مقتضا یہہ ہے کہ ایسے معاہدہ سے
جنمین ایک فریق کو دوسرے فریق پر ایسے واقعات سے
جو فریقین کے علم و اختیار مین نہ تہے بہت زیادہ غلبہ ہوا
جاتا ہو اوس غلبہ سے متمتع حاصل کرنے سے باز رہنا چاہئے

نااہل کو دینے سے باز رہنا

جیسے کبہی مہربانی کرکے خود مطلبی سے بچنا ہوسکتا ہے
ایسا ہی کبہی ترک فعل سے بہی خود مطلبی سے بچنا ہوسکتا ہے
غیر مستحق مانگنے والونکو دینے کی رغبت اکثر اس لئے ہوتی ہے
کہ نہ دینے سے یا شرم آویگی یا بدنامی ہوگی مگر ایسی حالتمین
اپنے کو دینے سے روکنا چاہئے اگر لوگ غیر مستحقون کو دینا
موقوف کردین تو وہ کوئی مفید پیشہ یا مزدوری کرنے
لگین اور بجائے اسکے کہ اون سے نقصان ہوتا ہے
ملک اور قوم کو نفع ہو۔

چپراسیون یا ملازمان سرا یا ریلوے کو دینے سے
باز رہنا چاہیئے وہ اپنی اپنی خدمت کی اجرت پاتے ہین اور
اوس کے عوض مین اونکو مقرر کام کرنا چاہیئے جب بعض لوگ
اونکو دیتے ہین تب وہ اصلی کام کو چہوڑ کر دینے والونکا غیر ضروری
کام کرنے لگتے ہین اور جنہون نے نہین دیا اونکے ضروری
کام مین خلل ڈالتے ہین اور اونکو نازیبا اذیّت دیکر قوم اور
نوع انسان کو نقصان پہونچاتے ہین اور جو صاحب
دیتے ہین وہ اس نقصان مین اعانت کرتے ہین ہر چیز
مین نمو کے زیادہ ہونیکی شان یہہ ہے کہ اوس چیز کے اجزا
یا افراد اور اون اجزا یا افراد کے اعمال کی تحدید اور تعین
زیادہ ہوجاوے اسکا ایک اثر یہہ ہے کہ جب قوم ترقی کرے
تب اوسکے مختلف افراد معاہدہ وغیرہ کے ذریعہ سے جو جو
خدمات اپنے ذمّے جس اجرت پر لین اوسمین سر مو فرق نہونا
چاہیئے اور اسمین فرق ہونا قوم کے تنزل اور ادبار کی نشانی ہے

اظہار قابلیت سے باز رہنا

معاشرت مین اکثر افراد کو رغبت ہوتی ہے کہ وہ
بات چیت کے ذریعہ سے اظہار قابلیت اور خودستائی کرین

سلبی احسان کا تقاضا ہے کہ ایسے اظہار قابلیت اور خود ستائی سے باز رہنا چاہیے جو حضرات اپنی قابلیت کے اظہار مین غلو فرماتے ہین اہل صحبت گو عقلاً اونکی برتری کو مان لین مگر اخلاقاً اوسکو ضرور ناپسند کرتے ہین جب کسی مجلس مین ایسے لوگ جمع ہون جنکے معلومات اور عقلی قوے کے درجے مختلف ہین تب اہل کمال کو لازم ہے کہ اپنی برتری نمایان کر کے اپنے سے فروتر حاضرین کے دلکو نہ ستاوین ایسے ناشائستہ حرکت سے ہموار معاشرت مین فرق آتا ہے اور لوگون کو عبث اذیت پہونچتی ہے۔

ملامت سے پرہیز

آدمی کو اپنے ماتحتون کی عبث ملامت سے باز رہنا چاہیئے اور اگر ملامت کی ضرورت پیش آوے تو دل دکھانیکے لئے نہ کرنا چاہیے بلکہ صرف اسلئے کرنا چاہیے کہ ماتحت آیندہ اوس فعل سے باز رہے جو نہ کرنا چاہیے تھا اور اوسکا کردار سدھر جاوے آقا اور ملازم کے علاقہ مین عدل کو احسان پر تقدم ہے اور اسلیئے فرض منصبی پورا کرا لینا ملامت کرنے سے بہتر ہے اگر کوئی ملازم اپنا فرض ادا کرنے مین کمی کرے تو آقا کو فرض ہے کو

پورا کرالینا واجب ہے درگزر کرنا اتفاق کے ٹہیک رہنے کو
خراب کرتا ہے اور قوم اور نوع انسان کو خطرے مین ڈال دیتا ہے
جن لوگون مین محض شناسائی یا دوستی ہو اونکی ملامت کرنی کی
بابت کوئی قاعدہ اس گزشتنی حالتین مقرر کرنا مشکل ہے۔

جیسا ہی عبث ملامت کرنا قبیح ہے ویسا ہی جب
اوسپر آیندہ کردار کا درست ہونا موقوف ہو تب واجب ہے
جیسے اچھے کردار کی جزا نہ ملنے سے نقصان ہوتے ہین ایسا ہی
برے کردار کی سزا نہ ملنے سے بہی۔

ملامت کی بابت جو کچھہ کہا گیا سزا کی نسبت بھی
کہنا چاہیے کیونکہ ملامت لفظی پاداش ہے اور سزا عملی پاداش۔

اطراء سے بچنا

کوئی فرد قابل مدح کام کرے تو اوسکی قدر اور معتدل
ستایش کرنا چاہیے لیکن ستائش مین مبالغہ کرنا اور خوشامد سے
خلاف واقع تعریف کرنا بہت ہی معیوب ہے اوس سے حق
چھپتا ہے اور باطل کو رواج ہوتا ہے اور افراد قوم اپنی
اصلی قوت اور واقعی درجہ کمال یا نقص سے آگاہ نہین ہوتے
سلطنت روس کو اکثر اوسکے غلط مداحون نے اصلی قوت کی

بابت دہوکے مین نہ ڈالا ہوتا تو جو روز سیاہ اوسکو جاپان کے
لڑکر ہوا نہ ہوتا۔

دوسرون کی رلے سے بےسمجھے بوجھے اتفاق کر دینا بھی ایک قسم کی بے بنیاد ستائش اور خوشامد ہے جو لوگ اپنے فرائض منصب کو پورے طور سے ادا کرتے ہین اونکو ستائش اور خوشامد کی تمنا کرنا قبیح ہے اور احسان سلبی ایسی حالتمین مدح و توصیف سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے واضح رہے کہ سلبی احسان کی خوبی اسی پر موقوف ہے کہ اوس سے زیستہاے سہ گانہ کی بقا اور ترقی اور راحت اور گوارا ہونے مین مدد ملتی ہے۔

ثبوتی احسان زوجین

بہت عمدہ موقع ثبوتی احسان کا زوجین کے علاقے مین ہے شوہر پر فرض ہے کہ جتنے فطرتی اور عشرتی ارمان زوجہ کو ہین اون سب مین اوسکی کوشش سے جتنی کمی ہو سکے وہ ہو جاوے اسمین شبہہ نہین ہے کہ شوہر جو کچھہ زوجہ کیلیے کرسکتا ہے اوسکی ایک حد ہے اور افراط و تفریط دونون قبیح ہین مگر فرق اتنا ہی ہے کہ اگر شوہر سے غلطی ہو تو افراط کی جانب

نہ تفریط کی زوجہ کی جانب سے بھی خود مطلبی نہین چاہیے
بلکہ اوسکو بھی شوہر کی حیات اور راحت کی تکمیل مین پوری
توجہ چاہیے طرفین سے پورا ثبوتی احسان جب ہی ہوسکتا ہے
جب ہر ایک دوسرے کی زیست اور راحت کے سامان کو
مہیّا کرنا فرض عین جانے اور ہر ایک ایثار کو استیثار پر
مقدّم کرے۔

والدین واولاد

مان باپ کو فطرتاً اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے
اور اکثر وہ ضرورت سے زیادہ ثبوتی احسان اون کے
ساتھہ کرتے ہین جب اولاد بلوغ کے قریب پہونچے تب اونکی
عقلی تعلیم اور معلمون کی سپرد ہوسکتی ہے مگر ابتدائی عقلی
تعلیم اور کل اخلاقی تربیت والدین کا فرض ہے اور اونکو
کبھی اپنے تئین اوس سے سبکدوش نہ سمجھنا چاہیے جو لوگ
اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم مین قصور کرتے ہین وہ بہت
بڑے اخلاقی گناہ کے مرتکب ہوتے ہین تعلیم کرنیکی استطاعت
نہو تو تاہل کا بوجھہ ہرگز نہ اوٹھانا چاہیے ایسی حالت مین
عقد کرنا بہت مذموم نفس پرستی اور حیوانیت ہے۔

والدین اکثر اپنی فرط محبت سے موجود احسان کو مرجو احسان پر ترجیح دیتے ہین مگر ایسا کرنا ناعاقبت اندیشی ہے اولاد سے پیار کرکے ہرگز اونکو ایسا نہ بگاڑنا چاہیے کہ آیندہ وہ نوع انسان کی سودمند فرد نہ ہوسکین احسان کرینمین سب اولاد کے ساتھہ یکسان اور مساوی برتاؤ کرنا چاہیے البتہ اگر اونکی جسمانی اور عقلی اور اخلاقی صحت مختلف ہو تو اوسکا لحاظ مناسب ہے۔

والدین مین محبت فطرتی ہے اور اسی لئے دیگئی ہے کہ جو تکلیفین اور مشکلین اولاد کی تعلیم اور تربیت مین ہوتی ہین وہ آسان ہوجاوین اور نسل انسان کی بقا و ترقی مین اضافہ ہو مگر اکثر والدین اسمین غلو کرتے ہین اور اونکو خیال ہوتا ہے کہ کفایت شعاری ہی مین افراط اور دولت جمع کرنیمین انتہا کرکے اتنا سرمایہ چھوڑ جاوین کہ اولاد کو کسب معاش مین محنت کی حاجت نہو یہہ ثبوتی احسان نہایت مضر اور خطرناک ہے اس قسم کی اولاد اکثر نوع انسان کے مضر اور ناشدنی افراد ہوتی ہے اونمین محنت اور ثمرہ محنت مین علاقہ کٹ جانے سے اکثر رذائل اور امراض و متعدی

آفات پیدا ہوتے ہین اگر لوگ دور بینی سے کام لین تو اونکے معاصر اور آیندہ نسلون کے سلامت اسی مین ہے کہ اولاد کو کسب معاش اور خوش کن محنت سے مستغنی نہ کیا جاوے ہان اونکو ایسے وسایل کسب معاش ضرور سکہا دیئے جاوین کہ وہ اپنی محنت سے سود مند اور پر راحت زیست بسر کر سکین اولاد کو بہی اون تمام احسانون کے بدلے جو والدین کرین اچھی باتون مین اپنے مان باپ کی اطاعت کرنا چاہیئے۔

مریض اور آفت رسیدہ کی اعانت

اہلبیت مین سے جو لوگ بیمار ہون یا کسی او آفت سے ناقابل ہوگئے ہون تو اونکی علاج و تیمار مین بقدر ضرورت مدد کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنا کام کرنے لگین مگر کسی مریض یا ناقابل کو یہہ حق نہین ہے کہ باقی اہلبیت کا تمام وقت وہ اپنے تیمارداری اور ناز برداری مین صرف کرالے ایسی صورت مین اعتدال سے زیادہ احسان اہلبیت کو نہین کرنا چاہیئے اگر وہ احسان مین افراط کرنے لگین تو مریض اور ناقابل کو بجائے فائدہ کے ضرر ہوگا اور اہلبیت کا بہت سا وقت جو اسباب راحت و دولت مین صرف ہوتا

رائگان جاویگا اور زلیستھلائے سہ گانہ کو ضرور ہوگا جنکو
آفت ناگہانی سے صدمہ یا ضرر پہونچا ہوا نکے علاج
اور تیمارداری مین وقت گزارنا ہر طور سے سودمند ہے
بشرطیکہ اعتدال سے زیادہ نہو قوم کی اکثر افراد مین ایسی
قدرت اور مہارت ہونا کہ طبی مدد ملنے سے پیشتر وہ ضرر رسیدہ کو
سنبھال سکین بہت مناسب ہے

کمزور اور گرفتار بلا کی اعانت

اگر کوئی قوی کسی کمزور پر ظلم جلی یا خفی کرتا ہو تو ہر فرد کا
فرض ہے کہ بقدر امکان کمزور کو شہزور کے ظلم سے بچاوے
جبتک افراد مین اس قسم کی ہمدردی نہ پیدا ہو تب تک قوم
کبھی اچھی حالتمین نہین رہ سکتی ایسا ہی اگر کوئی کسی آفت
ارضی یا سماوی مین گرفتار ہو گیا ہو مثلاً غرق ہوتا ہو یا
کسی مکان مین آگ لگ جانے سے خطرے مین ہو تو اوسکے
بچانے مین مردانہ وار اپنے اوپر خطرہ لیکر مدد کرنا چاہئے مگر
یہہ خطرہ اوسیوقت لینا چاہیے جب نجات دینے کا احتمال ہو یعنی
اگر خطرہ ایسا ہے کہ جو شخص خطرے مین ہے اوسکا بچنا
محال ہے اور مدد کرنیوالا بھی ضرور ہلاک ہوگا تو بچانیکی

کوشش کرنا خودکشی ہے اور کسی طرح سے قابل ستایش نہین ہوسکتی

مالی امداد

مالی مدد صرف اون لوگون کی کرنا چاہیے جو مستحق ہین اور جنکی مدد سے ملک اور قوم اور نوع انسان کو فائدہ ہوگا ایسے لوگونکی مدد کرنا جو اپنے افعال ناشایستہ سے محتاج ہوگئے ہین اور جنکی مدد سے ملک یا قوم یا نوع انسان کو فائدہ نہوگا اسراف ہے اور قانون خلافۃ الاوفق کی خلاف ورزی ہے صرف قرابت کی وجہ سے مدد کرنا عیب ہے ایسی مدد اکثر مفضول فردین بڑہا دیتی ہے اور نوع انسان کی ترقی مین رخنہ ڈالتی ہے۔

قرض بہی صرف اوسی حالتمین دینا چاہیے جب قرض سے فرد مستحق کو کمانے اور ادا کردینے کا سہارا ملجاوے ایسا قرض دینا کہ روپیہ ہاتہہ سے جاوے اور قرضدار کو فائدہ نہو بہت بری قسم کا اسراف ہے اور اسکے دردناک نتائج نوع انسان کے لئے مضر ہین اکثر وہی لوگ قرض مانگتے ہین جو اپنا بوجہہ اوروں پر ڈالنا چاہتے ہین اور قوم کی خطرناک افراد ہین۔

خیرات دینا

خیرات اول تو شخصی احسان کے تحت مین آنا چاہیے
سلطنت کو ہرگز اوس سے کوئی واسطہ نہ چاہیے پہر خیرات
اونہین لوگون کو ملنا چاہیے جو غیر اختیاری اسباب سے محتاج
ہین اور صرف اسی لئے ملنا چاہیے کہ یا وہ دوبارہ قوم کی
سودمند فرد بن جاوین یا باقی زیست آسانی سے پوری
کرین غیر مستحقون کو خیرات دینا قوم کے لئے بہت بُری بلا ہے
اول تو اوسکی وجہ سے فاضل فردون کی محنت کا پہل او نسے
چہن جاتا ہے اور اسکا اثر اونکی زیست و راحت و صحت پر
بہت بُرا پڑتا ہے دوسرے مفضول فردونکو اونکی بداعمالی کا
بُرا ثمرہ نہین ملنے پاتا اور اسطور سے بداعمالی سے باز رکہنے
والا تجربہ نہین ہوتا اور وہ گمان کرنے لگتے ہین کہ آخر خیرات تو
مل ہی جاویگی تیسری قوم کو بجائے اسکے کہ اون مفضول
فردون کی محنت سے نفع ہوتا اونکی بداعمالی سے نقصان
پہونچتا ہے عمل زشت تو وہ کرتے ہین اور سزا ملتی ہے
فاضل فردونکو جو خیرات دینے کو مجبور کئے جاتے ہین بہت سے
فردون کے لئے ایسی زشت خو خیرات خور فردین بہت

بہت برا نمونہ قائم کرتی ہین اور انکی بری مثال زہر کا کام کرتی ہے
اور ایسی کمینہ اور خطرناک فردین قوم مین اوسی طرح سے کہٹکتی ہین
جیسے صحیح جسم مین پہوڑا یا گولی جب سلطنت خیرات کو اپنے ذمہ
اس طور سے لیتی ہے کہ بطور خراج کے کچہہ روپیہ فاضل فردونسے
لیکر مفضول فردون کو زندہ رکہتی ہے تب اوس سے طریقہ
خیرات کی دشواریان بڑہجاتی ہین اول تو ایک عملہ اوس کے
تحصیل و تقسیم کو مقرر ہوتا ہے اور وہ ایسے روپیے مین سے
کہاتا ہے جسمین اوسکو نہ کہانا چاہیئے اور اوسکو بیدردی سے صرف
کرتا ہے اور محسن اور محسن الیہ کے درمیان چند در چند وسایط
پیدا ہو جانے سے نہ محسن الیہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسنے اوسکے
ساتہہ احسان کیا اور وہ کسکا شکر کرے اور نہ محسن کو مشاہدہ
ہوتا ہے کہ اوسنے کسکے ساتہہ احسان کیا اور اس طور سے
نہ محسن کے اخلاقی فطرت مین ترقی ہوتی ہے نہ محسن الیہ کو شکر کی
عادت پڑتی ہے اگر فاضل افراد کے ذمہ خیرات کا دینا ہو تو وہ
اس بات کو خوب جانچین کہ کون سزاوار ہے کون نہین اور
سزاوار کو خیرات ملے اور غیر سزاوار کے ہاتہہ مین نہ جاوے
خیرات دینے مین یہہ مسئلہ بہت ہی دشوار ہے کہ کونسے لیے

طریقے برتے جاویں جس سے مستحق کو خیرات ملے اور غیر مستحق نہ پاوے

احسان فی المعاشرہ

جب لوگ باہم معاشرت کرتے اور ملتے جلتے ہیں تب ہر فرد کو یہہ احسان فرض ہے کہ وہ ایسا برتاؤ کرے کہ اذیت بہ نسبت خوشی کا مجموعہ زیادہ ہو خوش کرنے کے لئے ایسی تیاری کرنا کہ اصل مطلب فوت ہو جاوے اور اذیت بڑہے ہرگز جائز نہین ہے ایسا ہی معاشرت کے وہ طریقے جن سے مسرت نہین ہوتی اور اذیت ہوتی ہے قبیح ہین معاشرت مین اعلی اور ادنی دونون شریک ہوتے ہین ایسی صورت مین اعلی فردون پر ایسا برتاؤ فرض ہے جس سے ادنی فردین اپنی گہٹتی حالت کو محسوس کرکے دل آزردہ نہ ہون۔

رسم و رواج و عرف ہر قوم مین ایسے طریقے عام کر دیتے ہین جنکی پابندی سے انواع و اقسام کی اذیتین ہوتی ہین عمرانی احسان کا تقاضا ہے کہ ایسے عرف کی پابندی ہرگز نہ کیجاوے مثلاً عرف و رواج خاص قسمون کے لباس مقرر کر دیتا ہے اہل عقل و تمیز کو اصلی مقصود لباس کا یعنی ستر جسم اور حفاظت از حر و برد مدنظر رکہنا چاہیئے اس کے بعد خوشنمائی بھی ملحوظ

ہوسکتی ہے مگر لباس پر بہت سی دولت اور وقت کا صرف
کرنا اور در د سر اور اوسکی حفاظت کی فکر مول لینا قبیح ہے
متوسط اور بڑے درجے کے خاندانون مین اکثر وقت
و دولت آراستگی مین صرف ہوتا ہے اور وہ گمان کرتی ہین
کہ سنگار مایۂ زندگانی ہے مگر یہہ خیال بے بنیاد ہے عشرتی
احسان کا تقاضا یہہ ہے کہ منفعت کو زینت پر ترجیح دیجاوے
اور زیست و راحت کے اصل مقاصد کو چھوڑ کر نمایش اور
تکلف مین دولت اور وقت صرف نہ کیا جاوے شادی
اور غم کے تقریبون مین بہت سا روپیہ اور وقت صرف کرنا
بہت بیجا ہے اور ہر فرد کو اوسکے روکنے اور کم کرنیکی کوشش
کرنا چاہیے اگر اکثر افراد اسکے روکنے کیطرف متوجہ ہوجاوین
تو جو بہت وقت اور مال اور قوت رائگان جاتے ہین وہ
اچھے کامون مین صرف ہوسکین اور نوع انسان کی زیست
و راحت کے اسباب زیادہ ہوجاوین اور دنیا سے فقر مرض
جہل ماحول کی مضر قوے و مادیات وغیرہ آفتین کم ہونے
لگین نوع انسان کے ہر بہی خواہ کی یہی کوشش ہونا چاہیے
کہ معاشرت کے مراسم جہانتک ہوسکے سادے اور ارزان

ہوجاوین اور لوگونکی قوت اور وقت اور دولت ایسے کامونمین
صرف ہونے لگے جنسے نوع انسانکو ترقی ہو اور ماحول مرکب مین
جتنی مضر چیزین ہین وہ کم ہوجاوین۔

سیاستی احسان

جب قوم کو نظام نامی مان لیا تب عیان ہے کہ اوسکا
زندہ اور تندرست رہنا اسبات پر موقوف ہے کہ اوس کے
تمام فرقے اور افراد اپنا اپنا کام پورے طور سے ٹھیک وقت پر
بآسانی کرتے رہین جب قوم مین جبری تعامل کے بجائے اختیاری
تعامل ہونے لگے اور افراد قوم کی ترتیب حسب (Status)
لحاظ سے نہو بلکہ معاہدے کے اعتبار سے ہو تب قوم کو اچھی
حالتمین رہنے کے واسطے یہہ لازم ہے کہ معاہدے کی پوری
پابندی ہوتی رہے اگر ایسا نہو تا کہ اکثر صورتونمین پاس
کی چیز دور کی چیز کو پنہان کردیتی ہے تو اہل بصیرت کو
صاف نظر آتا کہ رفاہ عام کے کامون مین وقت اور قوت
اور دولت صرف کرنے سے قوم مین سرمایہ راحت اوتنا
زیادہ نہین بڑہتا جتنا سچا عدل ہونے سے بڑہتا ہے اور
اس لئے رفاہ عام کا کام کرنیکی بہ نسبت ہر فرد کو اسکی کوشش

زیادہ چاہیے کہ تمام افراد مین سچا عدل ہوتا رہے سیاستی
معاملات مین اکثر حضرات یہہ خیال فرماکر کہ مصلحت وقت
یہی ہے فعلی اور قولی کذب کو برا نہین جانتے مگر یہہ بات غلط
ہے تعامل کی حالت مین زیست و راحت زندگانی کے حصول
صحیح پر مبنی ہے اور جہوٹ اور قومی فلاح مین کلی تباین ہے
سیاستی احسان کا تقاضا ہے کہ تمام افراد سیاستی راستبازی پر
اصرار کرین اور جیسے شخصی معاملات مین جہوٹ کو قبیح اور [illegible]
جانتے ہین ایسا ہی ملکی و رقومی معاملات مین فعلی او[illegible]
دروغ سے پورا پرہیز کرین سیاستی احسان صرف یہی نہین
کہ ہر فرد اپنے معاملات مین عدل کرے اور اپنے سیاستی کردار مین
مخلص اور راستباز ہو بلکہ اوسکا یہہ بہی تقاضا ہے کہ ہر فرد نگران
رہے کہ قوم کا سیاستی نظام یعنی فرقہ حاکمہ اور اوسکے مضافات
اپنا کام ٹہیک کر رہا ہے قاضی سچا انصاف کرتے ہین اہل پولیس
جرائم کو خوب روکتے ہین اور مجرمون کا پورا پتہ لگاتے ہین حکام
اپنی اپنی خدمت کے لایق ہین اور اون خدمات کو صداقت اور
محنت اور دیانت سے پورا ٹہیک وقت پر انجام دیتے ہین
ہر فرد کو نگران رہنا چاہیے کہ داخلی دشمنون سے حفاظت رہے

ذریعے یعنی فرقہ حاکمہ اور اوسکے مضافات ٹھیک ٹھیک کام کرین کسی قسم کا غبن یا خیانت نہین ہوتی کوئی فرد ناجائز قوت غضب نہین کر لیتی۔

احسان فی المعاشرہ مین اون لوگونکو جنکو علم و دولت و قوائے عقلی و صحت جسمانی مین برتری حاصل ہے ہمیشہ یہہ کوشش کرنا چاہئے کہ جب وہ اپنے بدقسمت بھائیون سے ملین تب اونکو کبھی کسی طرح سے محسوس ہونے نہ دین۔

ہر فرد کو بقدر امکان کوشش کرنا چاہئے کہ قوم مین اخلاق کا معیار اونچا ہوئے عالی اخلاق کے بدولت افراد چلین اور رذایل سے بچین لیکن فوری انقلاب ممکن نہین ہے اسلئے قوم مین فوری اخلاقی برتری پیدا ہونا ہی محال ہے اسلئے ہر فرد کو اخلاق کامل کی مثال پیش نظر رکھہ کر یہہ کوشش کرنا چاہئے کہ رفتہ رفتہ لوگ اوسطرف چلین اور نقص موجود آہستہ آہستہ کم ہوتا جاوے اور وقعی اخلاقی برتاو جہانتک ہوسکے مثالی کامل خلق کے قریب قریب ہو جاوے۔ جو لوگ اس کم ترقی پر قناعت نہین کرتے اور تمنا کرتے ہین کہ دفعتہ نئے اور بہتر اخلاقی دستورالعمل جاری کرکے قوم مین اخلاقی معیار کو ایک آن مین اونچا کردین وہ

طلب محال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ایک آن مین انسان کے دل و دماغ کی حالت اس طور سے بدل دیجا سکتی ہے کہ کچھہ کا کچھہ ہو جاوے ناقص دل و دماغ اور اونکے برے آثار ایک لمحہ مین بدلکر کامل دل و دماغ ہوسکتے ہین اور برے آثار کے بدلے فوراً ہی اچھے آثار پیدا ہوسکتے ہین حالانکہ ایک آن مین ایسا انقلاب عظیم ہونا محال ہے۔

انسانونکی گزشتنی حالتین فوری اخلاقی انقلاب عظیمہ نہین ہوسکتا یہہ اختیار سے باہر کہ ایک آن مین تمام جاہل علما ہو جاوین تمام جرایم پیشہ مصلح قوم بنجاوین تمام کمزور بیمار توانا اور تندرست ہوجاوین گدائی کے بدلے ثروت ہو جاوے جیسا ایک دن مین لندن یا پیرس کا شہر آباد نہین ہوسکتا ہے ایسا ہی چند دنین ایک کمزور۔ جاہل۔ رذیل قوم۔ توانا اور عالم اور شریف قوم نہین ہوسکتے جو کچھہ ممکن ہے وہ صرف یہی ہے کہ رفتہ رفتہ اصلاح کی کوشش ہو اور آدمیون اور اونکے مرکب ماحول مین جو تباین ہے اور جو اذیتین اس تباین سے پیش آتی ہین اونمین کمی کی سعی کیجاوے آدمیونکو اپنے تئین اپنے مرکب ماحول سے مطابق بنانے مین کچھہ تکلیفین تو ناگزیر ہین

لیکن ہر فرد کو یہہ کوشش چاہئے کہ ضروری تکلیف سے زیادہ نہو اور چونکہ انسان مین فطرتی قوت ماحول سے مطابق ہوجانیکی موجود ہے اسلئے امید ہوتی ہے کہ رفتہ رفتہ آدمی اور اوسکے مرکب ماحول مین ایسی موافقت ہوجاویگی کہ زیستہائے سہ گانہ کیلئے جو افعال و محنت ضروری ہونگے وہ لذیذ ہونگے اور اونکا کرنا سب کی زیست اور راحت کو بڑہاویگا اب بھی ایسی مثالین ملتی ہین کہ لوگونکو اورون کے ساتھہ احسان کرنیمین بہت مزہ آتا ہے اور وہ اپنی جان تک فدا کرنیکو آمادہ ہوجاتے ہین آدمی جب اپنے مرکب ماحول سے مطابق ہوجاویگا تب جو ہوگا وہ ہوگا سردست اس موجود گزشتنی حالتمین تمام افراد متعاملہ کو اتنا احسان کرنا چاہئے کہ ہر فرد کو اپنے مرکب ماحول سے مطابق ہونےمین اور انسان کامل بننےمین مدد ملے اور یہی خلاصہ احسان ہے —

تمام شد

ا

فرہنگ

اثر مدرک ۔ وہ اثر جسکا ادراک ہو۔

اجرام سماویہ ۔ سورج چاند ۔ زحل ۔ مریخ ۔ زہرہ ۔ مشتری وغیرہ ثوابت و سیار جو آسمان مین نظر آتے ہین اونکو اجرام سماویہ کہتے ہین ۔

اجل ۔ وقت ۔ موت کا وقت ۔ قرض ادا کرنے کا وقت ۔

احساس ۔ حواس اور موجودات خارجیہ کے باہم تعلق سے جو کیفیت انسان مین پیدا ہوتی ہے اوسکو احساس کہتے ہین ۔

اختیاری تعامل ۔ تعامل کے معنی دو سے زیادہ آدمیون کا ملکر کام کرنا اسطور سے کہ کام کے جدے جدے ٹکڑے غرض مشترک کے لئے بانٹ لین یہ تعامل کبھی قہری اور جبری ہوتا ہے جیسے فوج مین کبھی اختیاری ہوتا ہے جیسے تجارت یا تمدن مین ۔

اخلاف ۔ جمع ہے خلف کی ۔ وہ لوگ جو آیندہ آوینگے اور قائم مقام ہونگے اپنی اسلاف کے ۔

اخلاقی شعور یہ Moral Sense کسی چیز کے اچھا یا برا یا لذیذ ہونے کا فطرتی ادراک جو آدمی مین نوعی تجربہ سے پیدا ہوا ۔

ادراک ۔ جاننا دریافت کرنا ۔

ارادی افعال ۔ افعال فعل کی جمع ہے فعل کے معنی کام کے ہین جو کام آدمی اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے اونکو افعال ارادی کہتے ہین ۔

آزارندہ ۔ دکھ دینے والا ستانیوالا ۔

استنباط - اگر ایک چیز سے دوسری کی وجود یا عدم کا قیاس کرین تو اوسکو استنباط کہتے ہین -

استثار - Egoism اپنے فائدے کے لیے کام کرنا -

اسلاف - باپ دادا پردادا جو گزر چکے -

اصول معینہ - ایسے اصول یا قاعدے جو معین ہون -

اطرا - مدح وستایش مین مبالغہ کرنے کو اطرا کہتے ہین -

اعقاب - آیندہ آنے والی نسلین -

اعمر معقول - وہ چیز جو عقل مین آوے اوسکو معقول کہتے ہین علم النفس مین جزئیات کو کہتے ہین کہ محسوس ہین اور کلیات کو کہتے ہین کہ معقول ہین -

افراط و تفریط - کسی چیز مین اعتدال سے زیادہ کرنے کو افراط کہتے ہین اور اعتدال سے کم کرنے کو تفریط -

افعال نافع للذات - کوئی فاعل جو فعل کرتا ہے اوسسے یا تو خود اوسکو فائدہ ہوتا ہے یا کسی اور کو اگر خود فاعل کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ فعل نافع للذات ہے -

افعال نافع للغیر - ایسے کام جنکے کرنے سے اورون کو نفع ہوپہونچانا - علاج کرنا - دشمنون سے بچانا - افعال نافع للغیر ہین -

اقل مزاحمت - اقل کی معنی کم سے کم یا کمترین اور مزاحمت کے معنی روک اقل مزاحمت کے معنی کمترین روکنے والا - مثلاً ایک حوض مین پانی بھرا ہو تو جس جگہ حوض کی دیوار کم سے کم مضبوط ہوگی وہین سے پانی سوراخ کریگا اور دیکھینگے کہ پانی نے اوس جہت مین حرکت

کی جسمین اُمل مزاحمت تھی۔

آلات۔ وسیلے ذریعے۔ اعضا۔

انتخاب طبیعی۔ Natural Selection

انہماک۔ کسی چیز مین ڈوب جانا۔ شب و روز اوسی مین لگا رھنا۔

اولیات۔ وہ ابتدائے قضایا جو مان لئے گئے ہون اور جنپر کسی علم کے اور
قضایا موقوف ہون۔

اھدنا الصراط المستقیم۔ ہدایت کر ہمکو سیدہی راہ کی۔

ایثار۔ altruism اورون کے فائدے کے لئے کام کرنا۔

بآزادی ہاے دیگران۔ دوسرون کی آزادی کے لحاظ سے جو لوگ تعامل اور
تصاحب کی حالت مین رہین اونکو سب کو پوری آزادی اپنی ایسے
افعال ارادی مین ہونا چاہیئے جو حیات کے لئے ضرور ہون اور
جب سب آزاد ہین تب ہر ایک کی آزادی اورون کی آزادی سے محدود ہوگی۔

بالمعنی الخاص۔ خاص معنی کے اعتبار سے اگر مذہب کے معنی یہ ہین کہ وہ
دستوالعمل ہے تمام کردار کا تو مذہب بالمعنی العام ہوگا
اگر مذہب کے معنی یہ ہین کہ وہ دستوالعمل اوس کردار کا جسکو
عبد اور معبود کے علاقہ سے واسطہ تو مذہب بالمعنی الخاص ہوگا۔

بدل ما یتحلل۔ آدمی کی فطرت ایسی ہے کہ جب وہ محنت کرے تب اوسکے
بدن مین سے کچھ جز بیکار ہوکر سانس وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاتے ہین
اسی نکلنے کی وجہ سے بھوک پیاس لگتی ہے اور آدمی اوس کمی کے
پورا کرنے کو کھانا کھاتا ہے جو بدل یا عوض ہوتا ہے اوس کا جو
تحلیل ہوگیا یا گھل کر نکل گیا۔

بطی الہضم - وہ کھانا جو دیر مین ہضم ہو -
بُعد - فاصلہ - دوری -
بنا ء الفاسد علی الفاسد - ایک فاسد یا بگڑی ہوئی چیز پر دوسری فاسد یا
بگڑی ہوئی چیز کو بنانا -
بہیمہ - چوپایہ - مویشی -
بین العباد - بندون کی آپس مین -
بینہ و بین اللہ - اوسکے اور اللہ کے درمیان -
تام - پورا -
تانق - اصلاح کرنا - سنوارنا -
تاہل - بیاہ کر لینا - خانہ داری -
تباین - باہم جدائی ہونا -
تجاوز - گذرنا - اگر کسی کام کی کوئی حد مقرر ہو اور فاعل اوس حد سے زیادہ
کرے تو کہینگے کہ اوسنے حد سے تجاوز کیا -
تجربہ وعقل شخصی و نوعی - جب آدمی کسی چیز سے علاقہ خاص مین ہو اور وہ چیز اوسمین
ایک حالت پیدا کرے تو اوسکو شخصی تجربہ کہتے ہین - نوعی تجربہ
وہ ہے جو اربون پشت کی ایک طور کے تجربہ سے جز و فطرت ہو گیا
ہے عقل وہ قوت ہے جس سے آدمی کسی چیز مین کسی صفت کے
ہونے کا حکم لگاتا ہے -
تجرید - رنگ دنیا مین آدمی کو رنگین چیزون سے جدا نظر نہین آتا مگر اوسمین
ایسی قوت ہے جسے وہ رنگ کو رنگین چیزون سے جدا کرکے تعقل
کر سکتا ہے اس قوت کو قوت تجرید کہتے ہین -

تحدید و انتظام ۔ حدود ن کا مقرر ہوجانا اور بے ترتیبی سے ترتیب کی حالت
میں آنا

تحلیل ۔ حل کرنا ۔ علم کیمیا مین تحلیل کے یہ معنی ہین کہ مرکب کو اوسکے بسیط اجزا مین کھولنا۔

تخمہ ۔ بدہضمی سے جب قے و دست آتے ہین مگر ہیضہ کی حد تک نہین پہونچتے تو تخمہ
کہتے ہین۔

تخمینی ۔ اگر کسی چیز کی مقدار صرف انداز سے مقرر کرین تو ایسے انداز سے مقرر
کرنے کو تخمینی مقرر کرنا کہتے ہین ۔

ترقب ۔ آیندہ ہونے کی امید ۔ نگرانی ۔

تزیین ۔ زینت دینا ۔ سنوارنا ۔

تصاحب ۔ باہم ۔ صحبت مین رہنا ۔ اگر دو شخص مین باہم ہون تو مصاحبہ ہے اور
دو سے زیادہ مین تو تصاحب ۔

لصوق و انضمام ۔ Coherence اجزاے مادہ کا باہم چپکنا اور جیسے
پہلی تھی اوس سے زیادہ پاس پاس ہوجانا ۔

تعارض ۔ باہم مقابلہ کرنا ۔ معارضہ کرنا ۔

تعاشر ۔ باہم ملکر رہنا اور معاشرت کرنا اگر دو باہم دگر ہین تو معاشرت ہے
اگر دو سے زیادہ ملکر رہین تو تعاشر ہے ۔

تعقل ۔ Conceive عقل سے سمجھنا ۔

تعقلات ۔ Concepts آدمی کے ذہن مین جب ایسے کلی چیزین آتی ہین
جنکا من حیث الکل خارج مین وجود نہین ہوتا تو اونکو تعقلات کہتے
ہین جیسے نوع انسان کا تعقل ۔ رنگ کا تعقل مثلث کا تعقل ۔

تقاسم ۔ دو سے زیادہ آدمی جب کسی چیز کو بانٹ لین تو اوسکو

نقاسم کہتے ہین۔

تعامل ۔ باہم کام کرنا ۔ اگر دو شخص باہم کام کرین تو معاملہ ہے اگر دو سے زیادہ باہم کام کرین تو تعامل ہے ۔

تعاون ۔ باہم مدد کرنا اگر دو شخص آپسمین ایک دوسرے کی مدد کرین تو معاونہ ہے اگر دو سے زیادہ باہم مدد کرین تو تعاون ہے ۔

تغیرات حالیہ و ماضیہ ۔ جب آدمی کسی چیز کو کسی حاسہ سے ادراک کرتا ہے تب اوسمین ایک تغیر موجود ہوتا ہے اس موجود تغیر کو تغیر حالی کہتے ہین تغیر حالی کی جمع تغیرات حالیہ ہے ۔ جو تغیر ایک وقت مین موجود ہو اوسکو آدمی حافظہ سے یاد کرتا ہے اوس گزشتہ تغیر کو تغیر ماضی کہتے ہین تغیر ماضی کی جمع تغیرات ماضیہ ہے ۔

تفریح ۔ ایسے کام کرنا جس سے فرحت اور خوشی ہو۔

تفریع ۔ شاخ ۔ فرع ۔

تقابل ۔ چند چیزون کے باہم مقابل ہونے کو تقابل کہتے ہین ۔

تکون ۔ اسطور سے پیدا ہونا جسمین کون Evolution کے آثار موجود ہون یعنے انضمام لحوق ۔ انتظام ۔

تلازم ۔ جن چند چیزون مین ایسا رابطہ ہو کہ ایک ہو گی تب باقی ضرور ہونگے تو اونمین تلازم کہا جاویگا ۔

تمتع ۔ لذت اوٹھانا ۔ فائدہ پانا ۔

توالی ۔ ایک دوسرے کے بعد آنا توالی ہے جیسے ہند مین جاڑے کے بعد بہار کا آنا

توافق ۔ اگر دو چیزون مین اتفاق ہو تو موافقت ہے اگر دو سے زیادہ مین باہم

اتفاق ہو تو توافق ہے -

ثبوتی (Positive) - اگر کہین کہ زید عالم ہے تو یہ صفت ثبوتی ہے
یعنی ایک صفت خاص کو ثابت کیا ہے اگر کہین کہ زید بزدل نہین
ہے تو یہ صفت سلبی ہے یعنی بزدلی کو زید سے سلب کیا ہے -

ثروت - دولت - مالداری -

ثقیل - بھاری - بوجھدار -

جبری تعامل - ایسا باہم ملکر کام کرنا جو اپنے اختیار سے باہم نہ بانٹ لیا ہو
جیسے فوج مین جو تعامل ہے وہ جبری ہے -

جبابرہ - جابر کی جمع جبابرہ - ظالم کو جابر - با جبر کرنے والا کہتے ہین -

جزو ذات - آدمی کی ذات کا ٹکڑا -

جودت - اچھا ہوا -

جید الغذا - ایسا کھانا جسمین زیادہ حصہ خون صالح بنکر جزو بدن ہو جاوے

جہد للبقا - Struggle for life زندہ اور باقی رہنے کے لئے جو
کوشش ضرور ہے اوسکو جہد للبقا کہتے ہین -

حادث - ایسی چیز کو جو موجود نہ ہوا اور پھر موجود ہو جاوے حادث کہتے ہین -

حجم - جتنے جسم ہین اون سب مین لمبائی چوڑائی - موٹائی ہوتی ہے اور جسم
جتنی جگہ گھیرتا ہے اوسکو حجم کہتے ہین -

حد ادراک - ادراک کے معنی جاننا حد کی معنی انتہا حد ادراک کے معنے جان
لینے کی وہ حد جسکے بعد آدمی نہین جان سکتا -

حدیث العہد - جس چیز کو گذرے ہوے یا پیدا ہوے تھوڑا زمانہ گزرا ہو -

حذاقت - کسی کام مین مہارت ہونا -

جّرو برد - حر گرمی - برد سردی -

حسن و قبیح اضافی - کسی اعتبار خاص سے اچھا یا بُرا ہونے کی حسن و قبیح اضافی کہتے ہین -

حسن و قبیح افعال ارادی - حسن کے معنی اچھائی - قبیح کے معنی بُرائی - ارادی افعال سے یعنے وہ کام جو آدمی کسی غرض کے حاصل ہونے کو کرے اون ارادی افعال کے اچھائی یا بُرائی کو اونکا حسن و قبیح کہتے ہین -

مصون - محفوظ - بچا ہوا -

حضور - سامنے موجود ہونا -

حق فطرتی وسائل حیات Right to natural media of life.

فطرتی کے معنی قدرتی - وسائل حیات کے معنی زندہ رہنے کے وسیلے فطرتی وسائل حیات سے مراد - آب و ہوا روشنی وغیرہ چیزین جنپر آدمی کی زیست موقوف ہے اور جو قدرت نے پیدا کی ہین انسان نے پیدا نہین کین -

حق مقایضہ و معاہدہ - مقایضہ کے معنی اپنے کسی چیز کو بیع کے ذریعہ سے کسی دوسری چیز سے بدل لینا - حق معاہدہ کے یہ معنی ہین کہ ہر شخص کو پوری آزادی ہے کہ جو معاہدہ چاہے کسی سے وہ کرے -

حق ہبہ و وصیت - ہر شخص کو اپنے مال مین حق ہے کہ وہ اوسکو ہبہ کردے یا بذریعہ وصیت کسی کو دیدے اس حق کو حق ہبہ و وصیت کہتے ہین -

حل و عقد - کھولنا باندھنا کسی قوم مین جو لوگ ایسے ہوتے ہین جنکی راے سے اوس قوم کے تمام کام ہوتے ہین اونکو قوم کا اہل حل و عقد کہتے ہین -

حیات بالمعنی الاعم - حیات اوسکے وسیع ترین معنون مین زیستہاے سہ گانہ کے معنی ہین -

حیات سہ گانہ - تینون قسم کی زندگانی یعنی شخصی اور اہلی اور نوعی زندگانی

حیفا - افسوس ظلم -

حیوانیت - حیوان ہونے کی صفت یا حالت -

خلق اضافی - جب حالت موجودہ مین انسان اپنے مرکب ماحول سے بالکل موافق نہین اور حیات ہاے سہ گانہ کے لیئے جو افعال ضروری ہین وہ سب لذیذ نہین تب خلق محض اضافی ہے یعنی بعض افعال بعض دیگر سے بہتر ہین گو دونون اذیت سے بالکل خالی نہین -

خلق کامل - ایسا خلق جو کامل ہو اور جسمین کسی قسم کا نقص نہ ہو اوسکو خلق کامل کہتے ہین اگر انسان اپنے ماحول مرکب سے بالکل موافق ہوجاوے اور اوسکے تمام وہ افعال جو زیستہاے سہ گانہ کے لئے ضرور ہین لذت دہ ہوجاوین تو اوسوقت اوسکا خلق خلق کامل ہوگا -

خلافۃ الاوفق - Survival of the fittest خلافہ کے معنی قائم مقام ہونا اور الاوفق کے معنی وہ چیز جو اپنے ماحول کے سب سے زیادہ موافق ہو -

خیر محض و اضافی - خیر محض بلحاظ انسان کے اوس فعل یا حالت کو کہتے ہین جس سے راحت ہے راحت پہونچے کسی قسم کی اذیت نہ ہو - خیر اضافی وہ ہے جو کسی اعتبار سے راحت رسان ہو اور کسی دوسرے اعتبار سے اذیت دہ -

خیر مشوب - وہ خیر جو خالص خیر نہ ہو بلکہ اوسمین شر کا بھی میل ہو -

داخلی دشمن ۔ قوموں کے دشمن دو قسم کے ہوتے ہیں بیرونی یا خارجی اور اندرونی یا داخلی ۔ داخلی دشمن سے وہ لوگ اور نتیجے قوم میں رہنے والے مراد ہیں جو اپنی فوجداری ۔ دیوانی ۔ اخلاقی جرموں سے قوم کو ضرر پہونچا دیں ۔

دراندازی ۔ کسی چیز میں خلل ڈالنے کو کہتے ہیں ۔

دستور العمل ۔ کسی کام کرنے کے چند قاعدوں کے مجموعہ کو اوس کام کا دستور العمل کہتے ہیں ۔

رابطہ ۔ اگر پہلوؤں کو ایک رسی سے باندھ دیں تو کہیں گے اونمیں رابطہ ہے اگر دو آدمیوں میں باہم الفت ہو اور اوسکی وجہ سے وہ یکجا رہتے ہوں تو اونمیں رابطہ محبت ہے لفظی معنی رابطہ کے ملانے والا ۔

رداءت ۔ برا ہونا ۔

ردی الغذا ۔ ایسا کھانا جسمیں غذا کا زیادہ حصہ خون صالح بنکر جزو بدن نہ ہو ۔

رذل ۔ کمینہ پن ۔ نیچا ہونا ۔

رقبہ ۔ زیست کے طول کو اوسکا طول سمجھتے ہیں اور اوس زیست میں جتنے سودمند کام ہوں اونکو اوسکا عرض تصور کر لیتے ہیں اور حاصل کو زیست کا رقبہ ۔

رذیل ۔ Immoral وہ کردار جس سے اذیت ہو ۔ یا مطلوب اچھی طور سے حاصل نہ ہو ۔

زیست ۔ زندگانی ۔ جینا ۔

سار ۔ خوش کرنے والا ۔

سائرہ ۔ باقی اگر کسی جماعت کی تعداد ایک ہزار ہو اور اونمیں سے دس کو جدا کر لیں تو باقی نو سو نوے کو سائرہ کہیں گے ۔

سرمدی - جو چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔
سریع الہضم - جلد پچنے والا۔
سلب - چھین لینا۔ نفی کرنا۔ کہنا کہ فلان صفت فلان موضوع مین نہین۔
سماح - سخاوت - دریادلی - درگذر۔
سوء - برائی - بدی۔
سیاست - Political یونانی مین اخلاق کی تقسیم تین اقسام میں۔ اگر شخصی اصلاح کا لحاظ ہو تو تہذیب نفس کہتے تھے اگر گھر کا انتظام ہو تو تدبیر منزل اگر ملک کا ہو تو سیاست مدن یا صرف سیاست۔
سیاسی - انتظام ملک کے متعلق جو امور ہون اونکو سیاسی کہتے ہین۔
شخصی اور اہلی اور نوعی زیست - زیست کے معنی جینا ہر فرد کا جینا اوسکی شخصی زیست ہے کسی گھر یا خاندان کا رکن ہوکر جینا اہلی زیست ہے نوع انسان کے فرد ہوکر جینا نوعی زیست ہے۔
شریف - Moral ایسا کردار جو اچھا ہو اور جس سے غرض مطلوب اچھی طور سے حاصل ہو شریف ہے اوسکا عکس رذیل ہے۔
شریف الخصال - وہ شخص جسکی عادتین اچھی ہون۔
شعار - شیوہ - پختہ عادت۔
صاحب خلق - وہ شخص جسمین اچھا خلق ہو۔
صالح - مناسب - موزون - اچھا۔
صراط مستقیم - سیدھی راہ۔
صفر - لغوی معنی صفر کے خالی کے ہین جب کوئی عدد نہ ہو تب اوسکو علم ہندسہ مین صفر کہتے ہین۔

صیانت - بچانا - حفاظت کرنا -

طبیعی اسباب - Natural Causes اسباب سبب کی جمع ہے اور اوسکی معنی ذریعہ یا علت یا وسیلہ کے ہین جو چیزین خارج مین موجود ہین اور کسی چیز کا سبب ہوتے ہین وہ اسباب طبیعی ہین -

ظلم جلی - کھلا ہوا ظلم آدمی کی جان - مال - ابرو - عافیت صحت کو برباد کرنا ظلم جلی ہے -

ظلم خفی - چھپا ہوا ظلم معاہدون کو پورا نہ کرنا ایسے افعال کرنا جنکے بواسطہ دوسرون کے جان و مال و آبرو و عافیت و صحت کو ضرر ہو ظلم خفی ہے -

عامل - کرنے والا -

عدم توافق - Disharmony بعض جاندار اپنے ماحول سے ایسے موافق ہین کہ اونکی زیست بلا اذیت گزرتی ہے اور بعض ایسے ہین جنکی ماحول مین ایسے اسباب موجود ہین جو ہلاک کرتے ہین یا اذیت دیتے ہین ایسے عدم موافقت کو Disharmony کہتے ہین -

علاقہ علۃ و معلول - علت وہ موجود خارجی ہے جسکے وجود پر کسی دوسری چیز کا وجود ضرورتاً منحصر ہو - جسکا وجود منحصر ہو اوسکو معلول کہتے ہیں - علت اور معلول مین ایک رابطہ یا نسبت یا تعلق ہے وہ یہ کہ علت معلول کے علت ہے اور معلول علت کا ساتھ جدا کر لین اسی تعلق کو علاقہ علت و معلول کہتے ہین -

علۃ تامہ ۔ اگر ایک واقعہ پہ دوسرا واقعہ یون موقوف ہو کہ پہلے کے ہونے کے بعد
دوسرے کا نہ ہونا محال ہو تو پہلے کو علت اور دوسرے کو معلول
کہتے ہین اگر پہلا واقعہ ایسا ہو کہ اوسکے ہونے پر دوسرا ضرور
بلا احتیاج کسی اور کے موجود ہو جاوے تو پہلے کو علۃ تامہ
کہتے ہین لیکن اگر فقط پہلا دوسرے کے وجود مین کافی نہو بلکہ
کسی اور چیز کی احتیاج ہو تو پہلے کو علۃ ناقصہ کہتے ہین ۔

علۃ ناقصہ ۔ ایسی علت جو علۃ تامہ نہین مگر معلول کی وجود مین دخل ہے۔

علل سابقہ ۔ علل جمع ہے علت کی سابقہ سے وہ علتین مراد ہین جو اپنے معلول
سے پہلے موجود ہو چکی ہون ۔

علم الاحسان ۔ انسانون کے باہم تعامل اور تصاحب مین باہم بقدر ضرورت
بوقت ضرورت مدد کرنے کی کلیات کو علم الاحسان کہتے ہین ۔

علم الاعتدال ۔ ہر آدمی مین جبلی قوتین موجود ہون اور جیسے طبیعی ماحول
مین موجود ہون کے اعتبار سے اوسکو اپنے افعال مین موازنہ
کرنا پڑتا ہے جس موازنہ کی وجہ سے اوسکی زیست اور صحت
اچھی رہتی ہین اوس موازنہ کے کلیات کو جاننا علم الاعتدال
ہے علم تہذیب النفس بھی اسی کو کہتے ہین ۔

علم العدل ۔ انسانون کی باہم تعامل اور تصاحب مین انصاف کرنے کی کلیات
کو علم العدل کہتے ہین ۔

علم القوم ۔ Sociology وہ علم جسمین قوم کے معنی اور حدوث اور
نمو اور کون و فساد کے کلیات اور اوسکے عوارض سے بحث
ہوتی ہے ۔

علم النفس۔ Psychology وہ علم جسمین انسان کی قوت ادراک
علم خواہش حافظ اور جذبات نفسانی وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔
علم جرثقیل mechanics وہ علم جسمین اجسام کی حرکت سے بحث
ہوتی ہے۔
علم مابعد الطبیعہ metaphysics وہ علم جسمین امور عامہ مثل
وجود۔ عدم۔ قدم۔ حدوث ذات ماہیت وغیرہ سے
بحث ہو۔
علم واقعی۔ نفس کی وہ حالت کہ جو حواس اور محسوسات کی خاص علاقون سے
پیدا ہوتی ہے اوسکو علم واقعی کہتے ہین مثلاً چکنے سے جو حالت
ہو یا چھونے سے یا سونگھنے سے باقی قسم کی علم کو استنباطی یا
قیاسی کہتے ہین۔
علوم حکمیہ۔ وہ علم جنکو حکمت سے علاقہ ہے مثلاً منطق فلسفہ علم النفس علم مابعد الطبیعہ
عمر طبیعی۔ وہ عمر جس تک آدمی کو اگر وہ ہمیشہ اچھا رہے تو پہونچنا چاہئے۔
عین الیقین۔ اگر آدمی کو سرد پانی مین بٹھا دین تو اوسکو سردی کا ایسا یقین
ہوتا ہے جسمین شبہہ نہین ہوسکتا اور جسکو کوئی دلیل باطل نہین
کرسکتی انسان کے ایسے یقین اور قطعی حالت کو عین الیقین
کہتے ہین۔
غائر۔ گہرا۔
غلامی۔ اپنے اون تمام ارادے افعال مین جنسے زیست وراحت کو مدد ملے پورا آزاد نہو۔
غلو۔ زیادتی۔ افراط۔
غیر مترقب۔ وہ واقعہ جسکی امید نہ ہو۔

غیر منتظم - وہ چیز جسمین انتظام نہ ہو۔

غیر منفک - جو جدا نہو۔

فاضل - برتر - بہتر۔

فترہ - رخنہ - خلل - جدائی۔

فضل - زیادتی - برتری - بہتری۔

فطرتاً - جو چیز ذاتی ہو اوسکو فطرتی کہتے ہین فطرتاً بروے ذات طبعاً۔

فطرت انسانی - وہ قدرتی حالت یا کیفیت یا قوت جو انسان مین مخلوق ہوئی ہے اوسنے خود اپنے کسب سے پیدا نہین کی اگر کوئی شخص کپڑا سینا سیکھے تو یہ بات کسبی ہے فطرتی نہین لیکن چار کو دو سے زیادہ کہنا فطرتی ہے۔

فطرتی - Natural طبعی۔

فلاح - بہبودی - خوشحالی۔

قسط - Equity انصاف اور عدل کو قسط کہتے ہین مین نے اوسکو Equity کا مرادف قرار دیا ہے۔

قضایا - جمع ہے قضیہ کی منطق مین قضیہ جملہ خبریہ کو کہتے ہین۔

قضیہ معقولیہ - ایسا قضیہ جسمین حکم لگانے والیکو واقع مین موضوع کا تصور ہوا ہو اور محمول کا تعقل اور اوسنے جان بوجھ کر حکم لگایا ہو اوسکے مقابل مین قضیہ لفظیہ ہے جسمین ایک محمول کو موضوع کی جانب منسوب کیا ہو مگر نہ موضوع کا تصور ہوا ہو نہ محمول کا تعقل۔

قوم من حیث القوم - قوم اس اعتبار سے کہ وہ قوم ہے قوم من حیث القوم پر حکم لگانا یعنے کل قوم کے اعتبار سے حکم لگانا۔

قویٰ - جمع ہے قوت کی جتنی قوتین انسان مین ہین اون سب کو قویٰ کہتے ہین یاد رکہنے کی
قوت خیال کرنے کی قوت بولنے کی قوت وغیرہ قویٰ ہین -

کاسب - کمانے والا -

کامل الصحۃ - وہ شخص جسکی صحت پوری ہو -

کردار - تمام افعال ارادی کے مجموعی کو کردار کہتے ہین اصطلاح مین اون چند افعال
ارادی کو کہتے ہین جو کسی غرض خاص کے لئے کیجاوین -

کلیۃ الکلیات - سب کلیون کا کلیہ یا وسیع ترین کلیہ جسکے اندر تمام کلیات اوسکے
جنس کے داخل ہون -

کلیہ علت و معلول - منطق مین ایسے کلیہ کو جو کسی نوع کی تمام افراد بابت بلفظ کل حکم
لگاوے - مثلاً کل حادث متغیر ہر حادث متغیر ہے کلیہ کہتے ہین
کلیہ علت و معلول سے مراد یہہ ہے - کہ ہر معلول حادث کے لئے
علت محدثہ ضرور ہے -

کون Evolution عالم مین جتنی حادث چیزین ہین - وہ اپنے وجود کے
شروع سے ایک عمر تک ترقی کرتی ہین - اوسکے بعد تنزل کرکے
نابود ہوجاتی ہین - انتہائی ترقی تک جو اونکا عروج ہے اوسکو
کون یا Evolution کہتے ہین - جو تعریف حکیم سپنسر نے کون
کی کی ہے وہ یہ ہے کون نام ہے سالمات مادہ کے انضمام اور حرکت
کے انتشار کا جسمین مادہ اپنے غیر معین اور غیر لازب اور متحد
النوع حالت سے معین اور لازب اور مختلف النوع حالت کیطرف
چلتا ہے اور جسمین وہ حرکت منطویہ جو مادہ مین رہ جاتی ہے غیر معین
اور غیر لازب اور متحد النوع حالت سے معین اور لازب اور

مختلف النوع حالت یکطرف چلتی ہے۔

کون و فساد ۔ ہونا ۔ اور بگڑنا جو درخت زمین سے اوگتا ہے وہ رفتہ رفتہ سڑگل کر نیست و نابود ہوتا ہے ایسے پیدا ہوئے اور فاسد ہوجانیکو کون و فساد کہتے ہین۔

لا تعد ۔ جو شمار نہ ہوسکے ۔ اَن گنتی ۔

لاصق ۔ Coherent باہم ملا ہوا ۔ چسپان ۔

لذت مرجو ۔ لذت کے معنے گوارا ہونا ۔ مرجو کے معنے وہ چیز جسکی امید ہو۔ لذت مرجوہ لذت جو اسوقت موجود نہو ۔ لیکن آیندہ اوسکی امید ہو۔

لزوم ذاتی ۔ اگر دو چیزون مین ایسا علاقہ ہو کہ جب ایک ہوگی تو دوسری بھی ضرور ہوگی تو کہتے ہین کہ اون دونون مین ذاتی لزوم ہے مثلاً سورج اور اوسکی روشنی مین ذاتی لزوم ہے ۔

لکم دینکم و لی دین ۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے ! اور میرے لئے میرا دین ۔

ماحول ۔ Environment مادہ اور قوت کے ایسے مرکبات جو آدمی پر اثر کرین جیسے آب و ہوا حیوانات و نباتات ۔

مادہ اولی ۔ Protoplasm وہ پہلا مادہ مرکب جس سے حیوانات یا نباتات بنتے ہین ۔

مادیات حادثہ ۔ مادہ سے بنے ہوے چیزین جو قدیم نہین ہین بلکہ پیدا ہوتی رہتی ہین جیسے نباتات و حیوانات وغیرہ ۔

مافی الضمیر ۔ وہ چیز جو دل مین ہو ۔

مال ۔ مال اون مادی چیزون کو کہتے ہین جو آدمی کے قبضہ مین ہون ۔ اور جنسے اوسکو

زیست وراحت مین مدد ملتی ہو۔ روپیہ۔ پیسہ جائداد وغیرہ
سب مال ہین۔۔ مال بالمعنی الاعم سے وہ تمام چیزین مراد ہین۔
جو مادّی خواہ غیر مادّی ہون اور جنسے زیست راحت صحت
آبرو مین مدد ملے۔

مبدء۔ شروع۔ سرا۔

مبنی۔ بنائی گئی۔ بنائی ہوئی۔

متعاصرہ۔ جو چیزین ایک ہی وقت مین موجود ہون اونکو متعاصرہ کہتے ہین۔
متعاقبہ۔ وہ چیزین جو ایک دوسرے کے بعد آوین۔
متعامل۔ وہ مرد جو اور مردون کے ساتھ کسی غرض مشترک کے لئے باہم عمل کرین۔
متعب۔ تھکانیوالا۔
تعامل ہموار۔ اگر شہر کے تمام باشندے اپنا اپنا کام اسطور سے کرین کہ سب کو
راحت ملے اور اولجھاؤ نہ ہو تو اونکا تعامل ہموار ہے۔ اگر
برہمی اور تشویش ہو تو تعامل مضطرب ہے۔
متعلم۔ سیکھنے والا۔ شاگرد۔
متلذذ۔ مزہ پانے والا۔
متمتع۔ فائدہ اوٹھانے والا۔ لذت حاصل کرنے والا۔
متنازع فیہ۔ وہ چیز یا مسئلہ جسمین جھگڑا ہو۔
مجاہدہ۔ کوشش کرنا۔
محدود آزادی۔ ایسی آزادی جو بالکل مطلق اور بلا قید نہ ہو۔ بلکہ جسمین قیدین
لگین ہون۔ اور جسکی حد مقرر ہو۔ آدمی جو چاہے کرے مطلق

آزادی ہے ۔ آدمی جو چاہے کرے بشرطیکہ وہ اورون کی آزادی
مین مزاحم نہ ہو محدود آزادی ہے ۔

محال ۔ موجود نہ ہوسکے محال یا ناممکن ہے جیسے چار کا تین کے برابر ہونا ۔

محرک افعال ۔ محرک یعنے چلانے والا ۔ افعال جمع ہے فعل کی محرک افعال سے
وہ سبب مراد ہے جو باعث ہو کامون کے کرنے کا ۔

محزن ۔ رنج دینے والا ۔

محمول ۔ جسکو نحو مین جملہ خبریہ کہتے ہین ۔ اوسکو منطق مین قضیہ کہتے ہین ۔ مبتدا کو
موضوع اور خبر کو محمول کہتے ہین ۔

محییہ ۔ زندہ کرنے والی چیزین ۔

مخروطات ۔ ریاضی مین وہ جسم جسکا سر نقطہ اور جسکا قاعدہ دائرہ ہو مخروط
ہے مخروطات جمع ہے ۔

مدار ون ۔ مدار اوس جگہ کو کہتے ہین جسمین کوئی چیز گھومتی ہو ۔ زمین مریخ عطارد
وغیرہ کے لئے یہی جگہ مقرر ہین جسمین وہ گھومتے ہین اور اوس جگہ کو
مدار کہتے ہین ۔

مدرک ۔ ادراک کے معنی جاننا ۔ جو شخص جانتا ہے اوسکو مدرک بکسر را کہتے ہین
اور جو صفت جانی جاتی ہے اوسکو مدرک بفتح را کہتے ہین ۔

مدنی الطبع ۔ پیدائشی ایسا ہونا کہ اپنے ہم جنسون کے ساتھ رہنے کی رغبت ہو ۔

موافقت ۔ باہم رہنا ۔

مرتب دفتر ۔ ایسا دفتر جو تار بخوار ہو ۔

مرغوب قبیہ ۔ وہ چیز جسکی طرف رغبت ہو ۔

مرکب ماحول ۔ وہ ماحول جو طبعی اور عشرتی ماحول سے مرکب ہو ۔

مزاحم ۔ روکنے والا ۔

مستوی نسبت ۔ دو چیزوں میں اسوقت نسبت مستوی ہوتی ہے ۔ کہ جب ایک زیادہ ہو ۔ تو دوسری بھی زیادہ ۔ جیسے سونے کی وزن اور حجم میں نسبت مستوی ہے ۔ اگر وزن بڑھے تو حجم (بھی) بڑھیگا ۔ اگر وزن گھٹے تو حجم بھی گھٹے گا ۔ بعض چیزوں میں عکس یا مقلوب نسبت ہوتی یعنے اگر ایک بڑھے ۔ تو دوسری کم ہو ۔ جیسے کشش اور بعد میں اگر بعد کم ہو تو کشش زیادہ اور اگر بعد زیادہ ہو کشش کم ۔

مسالک ۔ چلنے کی راہ ۔ طریقہ مذہب ۔

مشاہد حرکت ۔ وہ حرکت جو آنکھ سے نظر آوے ۔

مشخص عملی غرض ۔ مشخص یعنے معین اور مقرر عملی غرض جسکے لئے کوئی کام کیا جاوے ۔ مشخص عملی غرض سے ایک ایسے معین غرض مراد ہے جسکے لئے کوئی دستور العمل بنایا جاوے ۔ مثلاً کسی قوم میں قانون اس لئے بنانا ۔ کہ اوسپر عمل کرنے سے ہموار تعامل ہو ۔

مشوب ۔ وہ چیز جسمیں میل ہو ۔ خالص نہو ۔

مصلح قوم ۔ قوم کا درست کرنے والا ۔

مصنوعی اختراع ۔ جو چیز آدمی بناوے وہ مصنوعی ہے ۔ اختراع کے معنی مادہ اسے موجودہ سے کوئی چیز بنایا ۔

مطلق ایثار ۔ وہ ایثار جسمیں قید نہو ۔ ایثار ایسے کام جنسے اوروں کو نفع ہو ۔ مثلاً دوسرے کی تعلیم یا علاج میں روپیہ صرف کرنا ایسا ایثار جسمیں فاعل اپنی زیست اور راحت کے خیال کو بالکل چھوڑ دے اور دوسروں کے لئے اپنی جان و مال کو وقف کردے مطلق ایثار ہے ۔

مطلوبون - آدمی جس چیز کو چاہے اوسکو مطلوب کہتے ہین۔
مقتصد - میانہ رو۔
مقصود بالذات - ایسے مقصود کو جو اصل مین مطلوب ہو مقصود بالذات کہتے ہین
اور جو اصل مین مقصود نہو مقصود بالعرض کہتے ہین۔
مقناطیسی - ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اوسکو
مقناطیس کہتے ہین اور جو کشش کی قوت اوسمین ہے اوسکو
جذب مقناطیسی کہتے ہین۔ قبلہ نما ایسی قوت سے بنتا ہے۔
ملک کامل - ایسا مالک ہونا کہ مملوک مین تمام قسم کے پورے اختیارات ہون
کسی قسم کے تصرف مین کوئی مزاحم نہوسکے۔
ملکہ راسخہ - ایسی پختہ عادت کہ جو بلا مزاحمت کوئی کام کرتے ہوسے۔
مماثل - مشابہہ۔
ممد حیات - جینے کو مدد دینے والا۔
منتظم - Determinate جس چیز کے اجزا باہم کسی ترتیب خاص سے مرتب
ہون اوسکو منتظم کہتے ہین اگر اینٹون کا انبار لگا ہو تو غیر
منتظم ہے اگر وہ دیوار کی صورت مین آوین تو منتظم ہین۔
موانع ظلم - علم الاخلاق مین ایسا فعل جس سے کسی کی جان مال آبرو کو نقصان
پہونچے ظلم ہے۔ جو چیزین ظلم سے بچا دین وہ موانع ظلم ہین۔
موروثی - جو چیز وراثت مین ملی ہو خود پیدا کی نہو۔
موضوع - قضیہ کا وہ جز ہے جسپر حکم لگایا ہو کہ اوسمین فلان صفت ہے
یا نہین۔
موقوف علیہ - اگر ایک چیز دوسری چیز پر موقوف ہے تو اوسکو موقوف علیہ

کہتے ہین اور جو موقوف ہے اوسکو موقوف۔

مولم۔ صدمہ دینے والا۔ دُکھ دینے والا۔

معاشرت۔ باہم رہنا۔

معبود۔ پرستش کیا گیا۔

معتدل الحال۔ وہ شخص جو اپنے تمام جسمانی اور روحانی قوتون سے اپسے
اعتدال کے کام لیتا ہو کہ کام لینے سے لذت اور راحت
ملتی ہو اور افراط اور تفریط عملی سے اذیت ہوتی ہو۔

معتدل استیثار۔ معتدل کے معنی ایسا موزون جسمین نہ افراط ہو نہ تفریط۔
استیثار کے معنی ایسے فعل کرنا جس سے فاعل کو لذت اور راحت
ملے اور اوسکی زیست کو مدد پہونچے بقدر حاجت عمدہ کھانا۔
عمدہ لباس۔ عمدہ مکان وغیرہ استیثار کی مثالین ہین۔

معدنیات۔ وہ چیزین جو کان مین سے نکلتی ہین جیسے لوہا۔ تانبا۔ پارہ۔

معیار۔ کسی چیز کے جانچنے کے ذریعہ کو معیار کہتے ہین۔

مظاہر۔ Phenomena حکیمون اور فلسفیون کا عقیدہ ہے
"کہ عالم مین جو موجودات خارجیہ ہین اور جنکو انسان جان سکتا ہے۔
وہ کسی علت کا اثر ہین اوس علت کو علت کہتے ہین اور اوسکے
تمام اثرون کو مظاہر۔

مغضوب علیہ۔ وہ شخص جسپر غضب یا عتاب ہو۔

مغصوب منہ۔ وہ شخص جس سے کوئی چیز چھین لی جاوے۔

مغیر۔ وہ چیز جو تغیر پیدا کرے۔

مفرح ذات۔ آدمی کے دلکو خوش کرنے والی۔

مفرط۔ تفریط کا اسم فاعل ہے۔ کسی کام کا اعتدال سے کم کرنے والا۔

مفرط۔ افراط کا اسم فاعل ہے یعنے کسی کام کا اعتدال سے زیادہ کرنے والا۔

مفضول۔ وہ جس سے کوئی اور فاضل یا برتر یا بہتر موجود ہو۔

مفیدہ للحیاۃ۔ زیست کے واسطے مفیدہ

مُہلک۔ ہلاک کرنے والا۔ مارنے والا۔

مُہم۔ Important وہ چیز جسمین اہتمام ہو۔

میزان متحرک۔ Moving Equilibrium اگر ترازو
کے دونون پلون مین برابر کا وزن رکھین اور پھر اوسکو
اسطور سے لیے چلین کہ پلے برابر رہین تو وہ ترازو
میزان متحرک ہے۔ علم الحیواۃ مین ایسے جاندار کو میزان
متحرک کہتے ہین جو اپنے ماحول سے ایسا موزون ہو کہ
جتنے تبدیل ماحول مین ہو اوسکے موافق اوس جاندار مین بھی
تبدیل ہو جاوے۔

ناظمہ۔ انتظام کرنے والا فرقہ۔ کسی قوم مین وہ فرقہ جو سلطنت کرتا ہے۔
فرقہ ناظمہ ہے۔

ناگزیر۔ وہ چیز جس سے چارہ نہو۔

نامربوط۔ نامربوط وہ چیز جو بندھی نہو۔ اصطلاح مین نامربوط ایسی چیز کو
کہتے ہین جو منتظم اور پابند کسی قاعدے کے نہو۔

نشاط انگیز۔ وہ چیز جو انسان مین خوشی اور مسرت بڑھاوے۔

نشراً۔ Analytically نشر کے لفظی معنے کھولنا۔ علم کیمیا مین اوسکے
معنے اد کرکے اوسکی بسیط عنصرون مین جدا جدا کرنا متعلق ہین

مرکب یا پیچیدہ اور اکی حالت کو اوسکی بسیط اجزا مین جدا جدا

نکبت - بدبختی - تباہ حالی -

نمو - بڑھنا - جیسے جانور اور درخت کا بڑھنا - اوگنا - بالیدہ ہونا -

ودیعت - امانت -

وسایط - وسیلے - ذریعے -

ہرج مرج - کسی چیز مین اگر کوئی خلل پڑے یا اوسکے ہونے مین رکاوٹ
تو اوسکو ہرج مرج کہتے ہین -

ہمہ دان قوت - ایسی قوت جو سب چیزون کو جان سکے -

ہموار تعامل - Harmonious co operation اگر ایک
لڑائی کو جاوے تو مختلف سپاہیون اور افسرون کو مختـ
کام کرنا پڑینگے وہ اسطور سے کرسکتے ہین کہ باہم دگر سہ
اور فائدہ ہو - یون بھی کرسکتے ہین کہ اولجھاؤ اور کشاکش
اگر بلا کشاکش کام کرین تو تعامل ہموار رہے -